حق حق حق



انوار الصفی

فی اظہار اسرار الجلی والخفی

(سوانح حیات ثانی امام اعظم ابوحنیفہ حضرت شیخ صفی الدین ردولوی علیہ الرحمہ،
خلیفہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ)

مصنف

حضرت مولانا **ابوالحسین** عرف **حسین علی** چشتی صابری علیہ الرحمہ

مرید وخلیفہ مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی علیہ الرحمہ

مترجم

محمد حبیب **اللہ** اویسی اٹیراہ (پاکستان)

حسب ایماء

نیر ملت حضور الحاج الشاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں) صاحب قبلہ

متولی وسجادہ نشین خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ ردولی شریف

تخریج وتسہیل

مولانا محمد نیاز احمد اشرفی جامعی (استاذ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ، ردولی شریف)

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت جامعہ چشتیہ

خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ، ردولی شریف، ضلع فیض آباد، یوپی (انڈیا) پن کوڈ: 224120

باسمہٖ تعالیٰ

انوار الصفی

فی اظہار اسرار الجلی والخفی

(سوانح حیات ثانیٔ امام اعظم ابوحنیفہ حضرت شیخ صفی الدین ردولوی علیہ الرحمہ،
خلیفہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ)

مصنف

حضرت مولانا ابوالحسین عرف حسین علی چشتی صابری علیہ الرحمہ، مرید وخلیفہ مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی علیہ الرحمہ

مترجم

محمد حبیب اللہ اویسی اٹیراہ (پاکستان)

تخریج وتسہیل

مولانا محمد نیاز احمد اشرفی جامعی (استاذ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ، ردولی شریف)

ناشر

شعبۂ نشر واشاعت

جامعہ چشتیہ خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ،

ردولی شریف، ضلع فیض آباد، یوپی (انڈیا)

پن کوڈ: 224120

باسمہ تعالیٰ

نام کتاب : انوار الصفی فی اظہار اسرار الجلی والخفی

(سوانح حیات ثانیٔ امام اعظم ابوحنیفہ حضرت شیخ صفی الدین ردولوی علیہ الرحمہ،

خلیفہ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ)

تالیف : حضرت مولانا ابوالحسین عرف حسین علی چشتی صابری علیہ الرحمہ،

مرید و خلیفہ مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی علیہ الرحمہ

مترجم : محمد حبیب اللہ اویسی اُتیراہ (پاکستان)

تخریج و تسہیل : مولانا محمد نیاز احمد اشرفی جامعی (استاذ جامعہ ھذا)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ : محمد شاہنواز عالم اشرفی جامعی پورنوی

سن اشاعت : ۲۰۱۸ء

طباعت : نور پرنٹرس، لکھنؤ۔ موبائل: 9336628735

تعداد اشاعت : ۵۰۰ (پانچ سو)

ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ چشتیہ خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ

ردولی شریف، ضلع فیض آباد، یوپی (انڈیا) پن کوڈ: ۲۲۴۱۲۰

:ملنے کا پتہ:

جامعہ چشتیہ خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ،

ردولی شریف، ضلع فیض آباد، یوپی (انڈیا) پن کوڈ: 224120

Phone: 05241-235110, E-mail: jamiachishtia@yahoo.co.in

فہرست مضامین

باب اول

باب دوم

باب سوم

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

باب ہشتم

باب نہم

کلمات بابرکات

الحمدللہ و کفیٰ والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفی خصوصًا علیٰ سیدنا و حبیبنا و شفیعنا محمد ن المصطفیٰ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اولی الصدق والصفا۔

رب تبارک وتعالیٰ نے جومقبولیت اور محبوبیت مشائخ چشت کی شخصیات میں ودیعت فرمائی ویسی دوسرے سلاسل کے مشائخ میں عموماً نظر نہیں آتی ہے، عوام وخواص کاان سے گہرا قلبی تعلق اس بات کی طرف غماز ہے کہ ان بلند ہمت اور صاحب کردار افراد نے بندگان خدا کے افکار کی تطہیر اور کردار واخلاق کی اصلاح بڑی حکمت و بصیرت سے انجام دی، ان ہی میں حضرت شیخ صفی الدین چشتی ردولوی علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات جومختلف جہات سے جامع المناقب اور سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔آپ نے جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ اپنے حقیقی نانا قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم جونپوری علیہ الرحمہ سے حاصل کی اورعرصہ دراز تک جونپور میں لاتعداد علماء ومشائخ کو درس وتدریس سے بھی مستفیض فرماتے رہے، جبکہ بیعت وخلافت قدوۃ الکبریٰ سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ سے حاصل کی اوران کی توجہ وعنایت سے سلوک ومعرفت کے عظیم مراحل ومراتب طے کئے، مگر ایسے تجرید وتفرید اور تصوف کے اعلیٰ مقام پر فائز شخص کی کوئی حیات وخدمات رسالے کی شکل میں موجود نہ تھی، مگر مجھ کو آپ کاایک سوانح خاکہ پاکستان سے دستیاب ہوا جوتخریج وتسہیل کے قابل تھا تو میں نے مولانانیاز احمد اشرفی استاذ جامعہ چشتیہ ردولی شریف کے سپرد کیا کہ اس کو حوالہ جات وتخریج اور تسہیل سے مزین کر دیں۔موصوف نے بحسن وخوبی اس کتاب کومزین کرنے کی کوشش کی ہے۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کے اور تمام اساتذۂ جامعہ چشتیہ کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے۔اورامید کرتاہوں کہ یہ رسالہ عوام وخواص کیلئے مفید ومعاون ثابت ہوگا۔

فقط والسلام

شاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں)

سجادہ نشین خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ ردولی شریف

مقدمہ

یہ بات تو روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد ہر زمانے میں بزرگان دین اور اولیائے کاملین نے ہی خدمت دین میں سب سے نمایا کردار ادا کیا۔ بالخصوص ہندو پاک کی سر زمین پر تو ان کا بہت بڑا احسان ہے کہ آج ہم لوگ مسلمان کہلا رہے ہیں، انکی بے لوث خدمت اور پر خلوص جدو جہد کی وجہ سے ہی نور ایمان اور حقائق دین کی نعمت عظمیٰ حاصل ہوئی جن سے ہمارے قلوب و اذہان منور و معمور نظر آ رہے ہیں، اور یہی لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کے حقیقی جانشین و وارث ہو کر بارگاہ ایزدی میں تقرب کے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ کوئی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی ایک مقرب بندے اور سچے عاشق رسول حضرت شیخ صفی الدین ردولوی علیہ الرحمہ ہیں جو علم دین اور معرفت الٰہی دونوں کے سنگم تھے، علم دین تو آپ نے اس وقت کے بہت بڑے مفکر علوم عقلیہ ونقلیہ کے ماہر معرفت الٰہی کا سر چشمہ ملک العلماء حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی جو آپ کے حقیقی نانا تھے ان سے حاصل کی اور فراغت کے بعد جونپور میں ایک عرصہ تک درس و تدریس کے مشاغل انجام دیتے رہے، اسی زمانہ میں عربی و فارسی کی بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، مثلاً دستور المبتدی، حل ترکیب کافیہ اور غایۃ التحقیق وغیرہ اسکے علاوہ اور بھی کئی کتابیں تصنیف کیں جو گردش لیل ونہار کی وجہ سے ناپید ہے۔ آپ اپنے علمی شان اور گراں بہا تحقیقات کی وجہ سے ثانیٔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نام سے موسوم ہوئے جن کے علم کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت قدوۃ الکبریٰ سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں بلاد ہند میں ایک شخص کو نادر علوم وفنون اور عجائب احوال کا پیکر پایا وہ میرے بھائی صفی الدین حنفی ردولوی علیہ الرحمہ ہیں۔ اس سے آپ کے علمی مراتب کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، اور آپ نے بیعت وارادت اور معرفت الٰہی حضرت خضر علیہ السلام کی بشارت و تلقین پر مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

سے حاصل کی اور جملہ راہ سلوک پیر ومرشد کی موجودگی میں جامع مسجد ردولی شریف میں طے کیئے، گویا آپ علم دین اور معرفت الٰہی میں جامع کمالات سے مزین تھے، مگر حالات کے ستم ظریفی کی وجہ سے آپ کا کوئی سوانح خاکہ بشکل کتاب موجود نہ تھا، اور چند معتبر کتابوں میں صرف مختصر حالات کا ہی تذکرہ ملتا ہے، مگر آپ ہی کے خاندان کے ایک فرد حضرت ابوالحسین عرف حسین علی علیہ الرحمہ مرید وخلیفہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی علیہ الرحمہ نے بڑی جستجو اور ناتمام کوشش سے ایک دستاویز جمع کیا تھا جس کا نام' **انوار الصفی فی اظہار اسرار الجلی والخفی** "رکھا، اس کا ایک نسخہ پاکستان کے ایک شخص کے پاس موجود تھا جس کا ترجمہ مولانا حبیب اللہ صاحب اویسی اتیرہ پاکستان نے کیا، مگر تسہیل وحوالہ جات سے مزین نہ تھا، تو ان لوگوں نے مرشد برحق نیرّ ملّت حضرت شاہ عمار احمد احمدی (نیر میاں) صاحب قبلہ سجادہ نشین درگاہ ردولی شریف کو بذریعہ ای میل اردو ترجمہ کا ایک نسخہ روانہ کیا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہندوستان میں اس کو طباعت سے آراستہ فرمائیں۔ چونکہ حضرت صاحب سجادہ کو اکابر چشت کی حیات و خدمات، انکے علمی کارنامے سے عوام وخواص کو روشناس اور متعارف کرانے کی کوشش اور جہد مسلسل ہمیشہ سے ہی رہی ہے۔ اور پھر حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ سے تو آپ کا خاندانی تعلق بھی ہے کہ شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمہ کی پوتی کا عقد حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ سے ہوا جو حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے پوتے ہیں اور حضرت عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ خاندان چشتیہ صابریہ میں محور کی حیثیت رکھتے ہیں جو بظاہر شیخ محمد بن شیخ عارف علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے مگر مکمل تزکیۂ نفس اور باطنی صفائی حضرت شیخ مخدوم احمد عبدالحق ردولوی علیہ الرحمہ نے کی تھی، اور خود حضور صاحب سجادہ کی شادی خاندان صفوی میں ہی ہوئی۔ ظاہر ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ سے آپ کا روحانی اور خاندانی رشتہ تو ہے ہی اور پھر آپ کا شمار سلسلۂ چشتیہ کے اکابر شیوخ میں ہوتا ہے، چنانچہ اس کتاب کی تخریج وتسہیل سے آراستہ کرنے کیلئے میرے سپرد کیا، اور جہاں تک ہو سکا اسکی تخریج وتسہیل کی کوشش کی ہے۔

امید ہے کہ یہ رسالہ طباعت کے مراحل سے گذر کر ان شاء اللہ عوام و خواص کیلئے مفید و معاون ہوگا۔ صاحب کتاب نے اس رسالے کو چند بات پر مشتمل کیا۔

محمد نیاز احمد اشرفی جامعی

استاذ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضور شیخ العالم علیہ الرحمہ ردولی شریف

باب اول

حضرت شیخ صفی الدین ردولوی علیہ الرحمہ کے آباء اجداد کا ہندوستان میں ورود

حضرت مخدوم شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ کے دادا حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ مملکت فرغانہ (روسی ترکستان) سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے۔ آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ (لطائف قدوسی اردو، ص ۱۹) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات، کیفیات اور فضائل کا بیان تذکروں اور تاریخ کی معتبر اور مبسوط کتابوں میں شرح و بسط کے ساتھ درج ہے۔ گویا آپ کے فضائل آفتاب نصف النہار کی طرح سارے عالم پر اور اہل جہاں پر ظاہر، روشن اور تابناک ہیں۔ اس رسالہ کی تنگ دامنی موصوف کے اوصاف کی وسعتوں کو اپنے کوتاہ دامن میں سمیٹنے کی متحمل نہیں۔ مگر ثواب کے حصول کے لئے رسالہ کی تکمیل کی خاطر قدرے چند رقم کئے جاتے ہیں۔

تذکرۃ الاولیاء کے مؤلف (صفحہ ۱۲۵ میں) لکھتے ہیں "حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ، شریعت اسلامیہ کے چراغ، دین و دولت کی شمع، چمنستانِ علم کے گل لالہ، معانی و دقائق معانی کے جواہر کے منبع، عارف، عالم اور دنیاء اسلام کے امام ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ۔ تمام زبانوں میں اُن کے اوصاف بیان ہوئے اور تمام قوموں اور ملتوں نے ان کو بسر و چشم قبول کیا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

حضرت امام ابوحنیفہ کے حالات

یہ مسلّم حقیقت ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ ہمیشہ اعلیٰ درجہ کی ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول رہتے تھے اصول طریقت اور فروع شریعت میں اعلیٰ درجہ کا علم و مرتبہ حاصل تھا

اور بہت سے مشائخ کرام کی زیارت کی۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی صحبت میں حاضری کا شرف پایا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

اپنے وقت کے اولیاء کرام و مشائخ عظام مثلاً حضرت فضیل بن عیاض، حضرت ابراہیم بن ادھم، حضرت بشر حافی اور حضرت داؤد طائی رحمہم اللہ اجمعین نے بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے علم دین میں شاگردی کا شرف پایا۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

اسی زمانے میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف پایا اور بارگاہ رسالت پناہ میں یوں سلام عقیدت پیش کیا۔ ''السلام علیك یا سید المرسلین'' روضہ اقدس سے سلام کا جواب آیا ''وعلیك السلام یا امام المسلمین'' (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

گوشہ نشینی

روضۂ اقدس کی حاضری کے بعد حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے تنہائی و گوشہ نشینی کا قصد کیا تاکہ قبلۂ حقیقی کی توجہ اور رضاء الٰہی کا حصول میسر ہو۔ مخلوق اور ماسویٰ اللہ سے روگردانی کی جائے۔ چنانچہ صوفیاء کے طریقے کے مطابق صوف کا لباس زیب تن کیا اور گوشہ نشین ہو گئے۔ اسی اثناء میں ایک رات خواب میں دیکھا۔

کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کو کھول رہا ہوں۔ چنانچہ اس خواب کی ہیبت سے یک دم بیدار ہوا۔ میں بصرہ گیا۔ ایک شخص سے کہا کہ محمد ابن سیرین سے اس خواب کی تعبیر دریافت کرے۔ چنانچہ محمد بن سیرین نے خواب کا واقعہ سن کر بتایا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی نشر و اشاعت کرے گا۔ سنت طیبہ کی حفاظت کرے گا۔ اس علم میں بلند درجہ پائے گا صحیح کو سقیم (درست کو غلط) سے جدا کرے گا۔

ایک بار پھر حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابوحنیفہ! ''تیرے ذریعہ میری سنت کا احیاء مقدر ہو

چکا ہے۔ اس لئے تنہائی وگوشہ نشینی کا ارادہ ترک کردو۔" چنانچہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی تعمیل کی خاطر گوشہ نشینی ترک کردی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۲۵)

فضائل

شاہ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (فصول ستہ) میں لکھا ہے کہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وجود مسعود ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن حکیم کے بعد بہت بڑا معجزہ ہے۔ ان کا فقہی مذہب اس قدر سچا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نزول کے بعد اپنی بقیہ چالیس سال عمر میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہی مذہب کے موافق حکم نافذ فرمائیں گے۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۹۰)

روایت میں ہے کہ جب حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری بار طواف کعبہ کیا۔ تو ایک رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نصف قرآن حکیم پڑھا اور نصف قرآن دوسرے پاؤں پر کھڑے ہو کر ختم کیا۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۹۰ / سفینۃ الاولیاء، ص ۴۷)

مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اپنا لعاب دہن مبارک اپنے خادم صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بطور امانت سپرد فرمایا کہ یہ ابوحنیفہ کو پہنچا دینا۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایام طفولیت میں امانت پہنچائی۔ (خزینۃ الاصفیاء، ص ۹۱)

نسب شریف

تمام مؤرخین اس حقیقت پر متفق ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب ایرانی بادشاہ کسریٰ نوشیرواں عادل سے جا ملتا ہے۔ گویا کیانی النسل تھے۔ آپ کی اس عظیم خاندان سے نسبی وابستگی اور سلطنت کے بلند خاندان سے تعلق کو اللہ عزوجل نے وہ عزت و بلندی اب تک ملت حنفیہ میں قائم رکھی جو قیامت تک مخلوق کو فرماں بردار اور اطاعت گزار بنائے رکھے گا۔

حضرت امام علیہ الرحمہ کی اولاد

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار سعادت مند فرزند تھے۔ پہلے عبدالسلام حماد، دوسرے اتابک، تیسرے خواجہ احمد اور چوتھے خواجہ محمد رضی اللہ عنہم۔

حضرت عبدالسلام حماد کی نسل سے حضرت جمال الدین ہانسوی علیہ الرحمہ ہیں۔ اور حضرت اتابک کی نسل سے حضرت بوعلی شاہ قلندر علیہ الرحمہ ہیں اور خواجہ احمد کی اولاد سے یہ صفوی خاندان ہے۔ حضرت خواجہ محمد کی اولاد کا تاحال علم نہیں ہوسکا۔

نوٹ: عصر حاضر کے مشہور محقق سید شمیم منعمی تجلیات قطب عالم میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے متعلق جو تذکرے مرتب ہوئے ان میں عام طور پر آپ کی اولاد و احفاد کی تحقیق کی تفصیل میں چنداں کوششیں نہیں کی گئیں اسلئے یہ کہنا بڑا مشکل ہے کہ آپ کے بیٹے یا بیٹیوں کی کیا تعداد تھی۔ آپ کے صرف ایک صاجزادے شیخ حماد بن ابی حنیفہ کا باضابطہ تذکرہ ملتا ہے۔ (ص ۴۱)۔

مصنف کتاب نے چار صاجزادے شمار کرائے ہیں جن کا تذکرہ عام طور دستیاب نہیں ہے، یہ مصنف علیہ الرحمہ کا موقف ہے کہ کہاں سے تحریر فرمایا ہے۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ چند اولیاء کرام کا سلسلۂ نسب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک منتہی ہوتا ہے جس سے ان کی دوسری اولاد ہونے کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب

حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اسی لقب سے مشہور تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب معتبر کتب میں درج ذیل صورت میں موجود ہے۔ مخدوم شیخ صفی الدین ابن نصیر الدین ابن نظام الدین ابن خواجہ آدم بن ظہیر الدین بن احمد بن عبدالواسع بن عبدالقادر بن عبدالغنی بن عثمان بن اسحاق بن عمر بن فضل اللہ بن نصیر الدین بن سعد الدین بن نجم الدین بن داؤد بن

جعفر بن امام حامد بن امام خیر الدین بن طاہر بن امام خواجہ احمد بن امام اعظم ابوحنیفہ نعمان کوفی رضی اللہ عنہم اجمعین بن ثابت بن مرزبان بن ثابت بن قیس بن یزدگرد بن شہریار بن پرویز بن ہُرمز بن نوشیرواں عادل۔

نوشیرواں عادل کا حال تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے۔لہٰذا اتنا کافی ہے۔

نوٹ: بعض دیگر کتب میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا سلسلۂ نسب تھوڑے اختلاف سے مرقوم ہے۔

حضرت مخدوم شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے آباء کا ہندوستان میں ورود

حضرت شیخ محمد ترک ردولوی مرید و خلیفہ شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "خلاصۃ التواریخ" میں اور مصنف ملفوظ شیخ ابوالفتح جونپوری اور صاحب کتاب "مکارم الاخلاق" لکھتے ہیں کہ حضرت نظام الدین حضرت صفی الدین کے دادا اپنے ایک فرزند شیخ نصیر الدین اور دوسرے چند لوگوں کے ساتھ مملکت غزنی سے ہلاکو خان کے فتنہ و یلغار کے عہد میں چند مسافروں کے ساتھ برصغیر میں سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد حکومت میں ہندوستان آئے۔

کچھ دن دہلی میں قیام کیا اسی زمانۂ فساد میں قاضی شہاب الدین علیہ الرحمہ بھی علاقہ خورند سے فرار ہو کر دہلی آ گئے تھے۔اور حضرت قاضی عبد المقتدر علیہ الرحمہ جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمہ کے خلفاء میں سے تھے۔ان سے تعلیم حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے۔

مرآۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱ میں مرقوم ہے کہ قاضی عبد المقتدر فرماتے تھے کہ ہمارے پاس ایک ایسا طالب علم آیا ہے کہ اس کا پوست سراپا علم، اس کا مغز علم اور اس کی ہڈیاں بھی علم ہیں۔موصوف کی مراد قاضی شہاب الدین تھے۔وہ دہلی کے حادثات سے کنارہ کشی کر کے جونپور چلے گئے۔وہاں سلطان السلاطین ابراہیم شرقی کی ملازمت اختیار کر لی،یہ بادشاہ اہل علم کا قدردان تھا۔اس وقت قاضی شہاب الدین علیہ الرحمہ کا علم میں کوئی شخص مد مقابل اور مثل نہ تھا۔موصوف کو ان خطابات سے نوازا گیا۔یعنی صدر العلماء، بدر الفضلاء، استاد الشرق والغرب،

عالم ربانی، نعمان ثانی مخدوم قاضی شہاب الدین اور ملک العلماء ۔ انہیں دنوں شیخ نظام الدین علیہ الرحمہ بھی قاضی صاحب علیہ الرحمہ سے قریبی رشتہ داری کی وجہ سے دہلی کو چھوڑ کر جونپور چلے آئے ۔ قاضی شہاب الدین علیہ الرحمہ کی ایک بیٹی جو عفت میں رابعۂ عصر تھیں ۔ اس کا عقد نکاح شیخ نصیر الدین علیہ الرحمۃ بن نظام الدین سے کیا گیا ۔ ان کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے ۔ سب سے بڑے میرے شیخ و دادا مخدوم شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ، منجھلے فخر الدین علیہ الرحمہ اور سب سے چھوٹے شیخ رضی الدین علیہ الرحمہ تھے ۔

تعلیم وتربیت کا ذکر، شیخ فخر الدین کا تارک دنیا ہونا

قاضی شہاب الدین علیہ الرحمہ نے اپنے تینوں نواسوں کی خود تعلیم وتربیت کی ۔ چنانچہ ہر ایک علم وعرفان میں کامل و اکمل ہو گیا ۔ حضرت شیخ فخر الدین علیہ الرحمہ نے ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد ترک دنیا کیا اور تنہائی وگوشہ نشینی اختیار کر لی ۔ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوئے ۔ اپنے حجرۂ خلوت میں کسی کو داخل نہ ہونے دیتے ۔ کوئی مرید وعقیدت مند آتے تو ان سے حجرۂ خلوت سے باہر ملاقات کرتے اکثر ملاقات کے بغیر لوگوں کو واپس کر دیتے ۔ فرماتے کہ مجھے فراغت (فرصت) نہیں ہے ۔ اسی حالت میں پچاس سال گزر گئے ۔ اور آپ نے پانی نہیں پیا ۔ چنانچہ ایک روز ردولی کا صوبیدار اور حاکم ملاقات کے لئے آپ کے حجرۂ خلوت پر آیا ۔ اسی اثناء میں شیخ حضرت صفی الدین علیہ الرحمہ بھی چند دوسرے لوگوں کے ہمراہ آ گئے ۔ حضرت فخر الدین علیہ الرحمہ کے حجرے کا دروازہ بند پایا ۔ آواز دی گئی مگر شیخ موصوف نے دروازہ نہ کھولا ۔ جواب دیا کہ ہمیں فراغت (فرصت) نہیں ہے لیکن جونہی شیخ فخر الدین علیہ الرحمہ کو معلوم ہوا کہ حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ دروازہ پر تشریف فرما ہیں تو حجرۂ خلوت کا دروازہ کھولا ۔ آپ اندر تشریف لے گئے ۔ اور عدم فراغ کی وجہ معلوم کرنی چاہی؟ ہر چند دریافت کیا مگر شیخ فخر الدین علیہ الرحمہ نے وجہ عدم فراغ ظاہر نہ فرمائی ۔

بالآخر اپنے بڑے بھائی اور استاد کے بار بار اصرار کرنے پر مجبوراً بتایا کہ پیاس کی

حرارت کی وجہ سے دروازہ بند رکھتا تھا۔ اس لئے لوگوں سے بچتا تھا۔ حضرت شیخ صفی علیہ الرحمہ نے سن کر فرمایا کہ بھائی پانی موجود ہے اور ماہ رمضان غیر موجود ہے۔ پھر کیونکر پانی نوش نہیں کرتے؟ جواب عرض کیا کہ حضور! جب میں نے جونپور میں آپ سے تحصیل علم کر لی تھی۔ تب سے جدا ہو کر تنہائی و گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ اس وقت سے اب تک میں نے پانی نوش نہیں کیا۔ اب حالت یہ ہے کہ پیاس کی حرارت کا اس قدر غلبہ ہو چکا ہے کہ اگر میں منہ دریا میں ڈبو دوں تو دریا خشک ہو جائے گا اور دنیا کا پانی ختم ہو جائے۔ لوگ پانی نہ ملنے سے ہلاک ہو جائیں گے۔ روز محشر میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے شرمندہ ہوں گا۔ اس ضرورت کے پیش نظر میں نے تشنگی کی تمام حرارت کو اپنے اندر جذب کر رکھا ہے۔ پھر جب تشنگی کی مدت کا حساب لگایا گیا تو پتہ چلا کہ پچاس سال ہوئے ہیں۔ جب حضرت شیخ صفی علیہ الرحمہ کو اس طرح کی کیفیت معلوم ہوئی تو فرمایا۔ اے بھائی! تمہارا کام آخری حد تک پہنچ گیا ہے۔ پھر اجازت لی اور چلے گئے۔ جب ان کی خلوت کا راز فاش ہو گیا تو چند روز کے بعد شیخ فخرالدین علیہ الرحمہ مخلوق سے جدا ہو گئے۔ (لطائف قدوسی، ص ۳۰، ۳۱)

آپ نے دوسرے مجاہدے اور ریاضتیں بھی کیں جن کا بیان تفصیل طلب ہے یہ رسالہ اس لائق نہیں ہے۔

حضرت شیخ رضی الدین علیہ الرحمہ تحصیل علم کے بعد ردولی میں عہدۂ قضاء پر مامور ہوئے۔ یہی ملازمت آپ کی معاشی ضروریات کا ذریعہ رہی۔ تفصیل بعد میں انشاء اللہ پیش کریں گے۔

باب دوم

حضرت شیخ صفی الدین قدس اللہ سرہ کے

درس وتدریس وتصانیف کا بیان

حضرت شیخ مخدوم صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد تدریس کے مشاغل میں مصروف ہوئے۔آپ کی علمی عظمت کا شہرہ سن کر بے شمار طلباء جمع ہو گئے۔آپ کے علم وفضل کی آواز چار دانگ عالم میں پھیل گئی۔دور دراز شہروں اور ملکوں سے طالب علم جوق در جوق چلے آئے اور تھوڑی مدت میں علم وعرفان میں کمال حاصل کر کے اپنے اپنے شہروں و ملکوں کی طرف لوٹ گئے۔اپنے اپنے علاقوں میں علم وعرفان کی شمع روشن کی۔

مرأۃ الاسرار کے مصنف لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اگر چہ امام ہمام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اولاد ہیں لیکن بااعتبار علم وفضل، زہد وتقویٰ اور کمالات معنوی ثانیٔ ابوحنیفہ کے نام سے موسوم تھے۔ (مرأۃ الاسرار ص ۱۱۸۴)

تصانیف

آپ نے درس وتدریس کے زمانے میں بہت سی عربی وفارسی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ فقہ اور اصول فقہ کی متن اور معتبر کتابوں کی شرحیں لکھیں مثلاً دستور المبتدی، حل ترکیب کافیہ، شرح کافیہ، جوشرح صفی کے نام سے موسوم ہے اور غایۃ التحقیق وغیرہ۔

صاحب لطائف اشرفی فرماتے ہیں کہ بارہا حضرت سلطان الاتقیاء، برہان الاصفیاء اور قدوۃ الکبریٰ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے بلاد ہند میں ایک شخص کو نادر علوم وفنون اور عجائب احوال کا پیکر پایا ہے وہ میرے بھائی صفی الدین حنفی علیہ

الرحمہ ہیں۔(مرأۃ الاسرار،ص ۱۱۸۴)

الغرض موصوف علم وفضل، زہد وتقویٰ کے احوال میں دُرِ یکتا اور یگانۂ روزگار تھے۔ چنانچہ آپ اس شعر کے مصداق ہیں:

گر ایں جملہ را سعدی املا کند
مگر دفترے دیگر انشا کند

اگر ان کے تمام اوصاف کو سعدیؔ لکھے۔ گویا ایک دوسرا خوبیوں کا دفتر جمع ہو جائے۔

باب سوم

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ سے بیعت کا بیان

منقول ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے درس و تدریس کے مشاغل میں مصروف رہے۔ اتفاق سے ایک رات خواب دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والا شخص جلوہ گر ہے۔ اس نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے صفی الدین! تجھے اللہ تعالیٰ نے بے انتہا کمالات سے نوازا ہے۔ تیری خاندانی عظمت مسلّم ہے۔ اب وقت کا تقاضا ہے کہ مشاغل درس و تدریس کو ترک کر دو اور طلب حق میں متوجہ ہو جاؤ۔ اس مژدہ جانفزا کو سنتے ہی بیدار ہوئے۔ اس سے دل میں ایک عظیم جذبہ و شوق پیدا ہوا۔ متحیّر ہوئے کہ اس واقعہ کو کس سے بیان کروں؟ کہاں جاؤں؟ کس سے رہنمائی ملے گی؟ مضطرو متحیر صحراء کا رخ کیا۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات

صحراء میں ایک نورانی بزرگ کو دیکھا۔ جو میرے اضطراب کو بھانپ کر مجھ سے فرمایا۔ اے صفی الدین! کیا ارادہ رکھتے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ تو آپ نے کہا کہ میں اپنے محبوب حقیقی کی جستجو میں نکلا ہوں۔ جہاں کہیں بھی اپنے محبوب حقیقی کے مظاہر کا جلوہ دیکھوں گا جاؤں گا۔ اِس پر اُس نورانی بزرگ نے بشارت دی کہ تم ردولی واپس جاؤ کہ وہاں ایک مرد خدا صاحب ولایت آئے گا۔ تیرے مطلوب و محبوب کا پتہ اسی شریف النفس شخص سے تجھے ملے گا۔ صحراء میں ملنے والے نورانی شخص سے دریافت پر پتہ چلا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ حضرت شیخ صفی علیہ الرحمہ بشارت سن کر فوری سفر طے کر کے ردولی شہر میں تشریف لے آئے۔ حضرت

مخدوم شیخ صلاح الدین معروف شیخ سیاح سہروردی علیہ الرحمہ کی تکیہ گاہ میں قیام فرمایا۔

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ سے بیعت

اسی زمانے میں حضرت قدوۃ الکبریٰ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سیاحت کی غرض سے قصبہ جائس تشریف لے گئے۔ کچھ دن وہاں قیام کرنے کے بعد حضرت سلطان اشرف السمنانی قدس سرہ کا سلطانی کارواں ردولی شہر میں وارد ہوا۔ شہر کی جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ آپ کی تشریف آوری کا غوغا و شہرت تمام شہر میں گونجا۔ چھوٹے بڑے سب شرف زیارت پانے کے لئے رواں دواں آئے۔ حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ بھی یہ روح پرور خبر سن کر جامع مسجد میں تشریف لے گئے۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ کی ملاقات کا شرف پایا۔ جونہی حضرت قدوۃ الکبریٰ نے حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کو دیکھا کھڑے ہوئے۔ اور اپنے قریب بٹھا کر فرمایا! باباصفی! صفا لائے ہو، آؤ اور پاؤ۔ جب حق تعالیٰ کسی کو نوازتا ہے تو اپنی طرف بلالیتا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس کی رہنمائی کرے۔ اِن کلمات کو سن کر حضرت شیخ صفی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ راسخ ہوگیا۔ اسی وقت قدوۃ الکبریٰ کے مرید ہوگئے۔ مرشد کریم نے خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ کچھ نبات (مصری) اپنے دستِ کرم سے حضرت شیخ صفی علیہ الرحمہ کے منہ میں ڈالی اور ارشاد فرمایا بیعت کے انوار تجھ کو مبارک ہو۔ اس کے بعد شجرہ شریف چشتیہ نظامیہ عنایت فرمایا۔ (لطائف اشرفی اردو، ص ۷۱) وہ ذیل میں مرقوم ہیں۔
حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

شجرہ چشتیہ نظامیہ

ہمارے بھائی شیخ صفی الدین حنفی نے حقیر فقیر اشرف السمنانی سے خرقۂ خلافت وارادت پہنا، موصوف نے حضرت شیخ الشیوخ خواجہ علاؤ الحق والدین علیہ الرحمہ سے خرقۂ خلافت وارادت پہنا۔ انہوں نے حضرت شیخ سراج الدین عرف مخدوم اخی سراج علیہ الرحمہ سے پہنا۔ انہوں

نے حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین محمد بدایونی قدس سرہٗ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت شیخ الافراد خواجہ فریدالدین مسعود اجودھنی قدس سرہٗ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجۂ خواجگان قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس سرہٗ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند معین الدین حسن سنجری رضی اللہ عنہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ مودود حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ محمد یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ سے پہنا۔ انہوں نے خواجہ ابواسحاق شامی مکی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ علوممشاد دینوری سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے ابوحذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت سلطان التارکین خواجہ ابراہیم ادھم البلخی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا۔ انہوں نے سلطان البرین والبحرین المطلوب کل طالب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے خرقۂ خلافت وارادت پہنا۔ انہوں نے فخر رسل ہادیٔ سبل احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خرقۂ خلافت وارادت پہنا۔

اسماء چار پیر

اس کے بعد حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کو چار پیر اور چودہ خانوادوں کی تعلیم فرمائی۔ اوّل پیر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دوم پیر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، سوم پیر حضرت خواجہ کمیل رضی اللہ عنہ چہارم پیر خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ۔

اسماء چودہ خانوادے

اول خانوادہ زیدیاں ہے جو حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کی طرف منسوب ہے۔ دوم خانوادہ عیاضیاں ہے جو خواجہ فضیل بن عیاض کی طرف منسوب ہے۔ سوم خانوادہ ادہمیاں ہے جو خواجہ ابراہیم ادھم کی طرف منسوب ہے۔ چہارم خانوادہ ہبیریاں ہے جو خواجہ ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ پنجم خانوادہ چشتیاں ہے جو خواجہ علوممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ ششم خانوادہ عجمیاں ہے جو خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ ہفتم خانوادہ طیفوریہ ہے جو خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ ہشتم خانوادہ کرخیاں ہے جو خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ نہم خانوادہ سقطیاں ہے جو خواجہ سری سقطی کی طرف منسوب ہے۔ دہم خانوادہ جنیدیاں ہے جو خواجہ جنید بغدادی کی طرف منسوب ہے۔ یازدہم خانوادہ گاذرونیاں ہے جو خواجو ابواسحاق گازرونی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ دوازدہم خانوادہ طوسیاں ہے جو خواجہ علاؤالدین طوسی کی طرف منسوب ہے۔ سیزدہم خانوادہ سہروردیاں ہے جو خواجہ ضیاء الدین ابونجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ چہاردہم خانوادہ فردوسیاں ہے جو خواجہ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

تلقین ذکرواذکار

منقول ہے کہ جب حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ بیعت کے شرف سے مشرف ہو چکے تو خود فرماتے ہیں کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے مرید مسعود کو چند کلمات تلقین فرمائے۔ فرمایا کہ جب طالب صادق اور سالک طریقت اپنے احوال ساز گار کر کے خلوت گاہ میں آئے تو پہلے غسل کامل کرے۔ پھر صبح کی نماز ادا کر کے اپنی خلوت گاہ میں متوجہ ہو۔ جب خلوت گاہ کے دروازے پر پہنچے تو یہ آیت کریمہ پڑھے:

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۰، پارہ ۱۵)

جب مصلّی پر آئے تو دایاں پاؤں رکھے اور پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

جب سورج طلوع ہو کر پوری طرح روشن ہو جائے تو دو رکعت نماز نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ بانیت اشراق پڑھے۔ اس کے بعد صدق اخلاق کے ساتھ جلسہ کی حالت (دوزانو) میں قبلہ رُو ہو کر بیٹھے۔ فرائض وسنن ادا کرنے کے بعد ذکر میں مشغول ہو۔ مشائخ کرام نے ذکر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو اختیار کیا ہے اور مشائخ چشت اگرچہ ذکر خفی کو لازم قرار دیتے ہیں مگر یہ کلمہ چونکہ اشرف ہے۔ حضرت سیدی مخدوم جہانیاں علیہ الرحمہ ذکر جلی کی اجازت دیتے ہیں۔ اور وہ اپنے اصحاب کو ذکر جلی کی تلقین کرتے تھے۔ (لطائف اشرفی، حصہ دوم اردو، ص ۱۸۶)

اگر تو خواہی شہود یزدانی   از زبان لا الہ درخوانی
زانکہ آئینۂ دل پر زنگ   صیقلش لا الہ گیر بسنگ
آہن وسنگ چوں بہم بزنی   شرر نور او بیروں فگنی

(۱) اگر تو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتا ہے۔ تو زبان سے لا الہ کا ذکر کر۔
(۲) اس لئے کہ دل کے آئینہ پر زنگ چڑھا ہے۔ اس کو صیقل کرنے کے لئے لا الہ کا پتھر مار۔
(۳) ہتھوڑا اور پتھر جب دونوں مارے گا۔ تو اس سے نور کے شرارے نکلیں گے۔

حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کو مرید کرنے کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمہ نے چند روز ردولی میں قیام فرمایا اور حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کو اپنے خلیفہ مولانا شیخ سماء الدین علیہ الرحمہ کے گھر چلہ (اربعین) کے لئے بٹھایا۔ اربعین کے پورے ہونے کے بعد حضرت قدوۃ الکبریٰ کچھوچھہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے ایک مکتوب بنام حضرت صفی الدین علیہ الرحمہ لکھ کر ارسال فرمایا۔

مکتوب نمبر ۱۲ یہ ہے

اے بھائی! ہم نشینوں میں عزیز تر، اور احباب میں یکتا، مولانا صفی الدین اللہ تعالیٰ موصوف کو اوصاف الٰہیہ اور کمالت سے نوازے۔ مشتاقوں جیسی دعا اور مخصوص لوگوں جیسی صفاء اشرف درویش کی طرف سے قبول فرمائے۔

کس قدر مبارک دولت ہے وہ جو کسی کو علوم شرعیہ حاصل کرنے کے بعد راہ الٰہی میں سلوک کی تمنا دامنگیر ہو! کس قدر بلند مرتبہ ہے وہ شخص جسے ظاہری علوم حاصل کرنے کے بعد درگاہ نامتناہی کی سیر کا سودا دماغ میں سما جائے!

ایسے معصومانہ، علوم عربیہ کے مدرسہ سے تشنہ کمالات کے درس لینا، علوم عجیبہ کے کھیتوں سے نقد ثمرات حاصل کرنا، معلومات کے صحیفوں کے مطالعہ سے مراد اور موجودات کے غریب و نادر مشاہدہ سے اور ان لامتناہی مقامات کی تعلیم وتدریس سے بارگاہ الٰہی میں رسائی ہو جائے تو بادشاہ ہے۔

اے برادر گر کسے در راہ فضل　　شد امام و مقتدیٰ روزگار
گر نباشد در سرش سودائے دوست　　سود ازیں نباشد روزگار

(۱) اے بھائی! اگر کوئی شخص فضیلت کے لحاظ سے زمانہ میں امام و رہنما بن گیا ہے۔
(۲) اگر اس کے سر میں محبوب کی محبت نہیں ہے۔ تو اسے زمانے کی تجارت کا فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

اگر کسی شخص نے سات سمندروں میں شاوری و تیراکی کی ہے لیکن اس کے ہاتھ میں گوہر نہیں آیا تو کیا فائدہ۔ اگر کسی شخص نے صحراء مثلث (جزیرہ نما عرب) کی جادہ پیمائی کی ہے لیکن کعبہ شریف تک رہنمائی نہیں ہوئی، تو کیا پایا؟

اے برادر! ایک دفعہ "سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ" (سورۃ حم سجدہ، پارہ ۲۵، آیت ۵۳) کے آئینہ میں اپنے احوال کے رخسار کا معائنہ کرتا کہ تجھے اصل رخسار نظر آئے۔ اور وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (سورۃ حدید، پارہ ۲۷، آیت ۴) کے حجلہ

معیت کی عروس کا نظارہ کرتا کہ وہ تجھے منظر عروسی کا جلوہ دکھائے۔

بیا از صیقل تعریف مرآست　　یکے از رندۂ توحید بزدای
برآید تا خیال دوست دروی　　فرو گیرد جمالش تا سروپای

(۱) آ، اپنے معرفت کے آئینہ کو صیقل کر۔ توحید کے رندہ سے ایک دفعہ ضرب لگا۔
(۲) تب اس میں خیال دوست آئے گا۔ اس کا جمال تیرے سرتاپا کو گھیر لے گا۔

مقرر اصحاب ولایت اور مصور ارباب ہدایت اس طرح بتاتے ہیں کہ ترک دنیا اور تجرید سالک کے ابتدائی حال میں عروس حجلہ روزگار کے جلوہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح تفرید سالک کے ابتدائی حال میں اللہ تعالیٰ کے صفات کے آفتابوں تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ سالک جب تک یہ شرط پوری نہیں کرے گا وہ رنگ خلافت کی راہ میں قدم نہ رکھ سکے گا۔ جب تک علم کو اپنے سرتاپاء سے مربوط نہیں کرے گا۔ تجھ کو رنگ وخیال ولقا رنگیں نہیں کرے گا۔

نظم

قدم نہ بر سر ہستی کہ ہست ایں پایۂ ادنیٰ
ورائے ایں مکاں جائے ہست عالی جائی تست آنجا
رہا کن جنس ہستی را بترک خود فروشی کن
کہ دربازار دیں خواہند زو بریت ایں کاملا
منطق الطیر طاؤسی ملک زمیست میگوید
تو وقتے سر آں دانی کہ خوانی باز عنقاء
عروس نَحْنُ اَقْرَبُ را یکے در حجلۂ صورت
بہ بیں تا جلوہ معنیٰ چہ صورت می کند پیدا
جمال وھو معکم را بہر رخسارۂ صورت
اگر چشم خدا بینی تو داری بنگری معنی

(۱) اپنی ہستی (دنیاوی زندگی) کے سر پر قدم رکھ۔ کہ یہ معمولی قسم کا سامان ہے۔ کہ اس مکان سے پرے بلند و عالی جگہ ہے۔ تیری قیام گاہ وہاں ہے۔

(۲) ترک ہستی سے جنس ہستی کو چھوڑ اور خود فروشی کر۔ کہ دین کے بازار میں اس کے سر پر خاشاک ڈالیں گے۔

(۳) منطق الطیر طاؤسی ملک اشارہ ہے۔ کہتا ہے کہ تجھے اس سر کے جاننے کیلئے باز عنقاء کی طرح چاہیئے۔

(۴) نَحۡنُ اَقۡرَبُ کی عروس کو ایک دفعہ حجلۂ صورت میں دیکھ تا کہ حقیقت کا جلوہ کس صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) وَهُوَ مَعَكُمۡ کا جمال ہر رخسارے کی صورت میں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے لائق آنکھ بنائے گا تو پھر حقیقت کا جلوہ دیکھے گا۔

پہلی بار اس بھائی صاحب سے قصبہ ردولی میں ملاقات ہوئی تھی۔ معارف کا استفادہ کیا اور تھوڑا سا کتاب المعارف سے فیض یاب ہوئے۔ رب جذبہ باطنی و شوق روحانی اس نادر الوجود کا حد سے بڑھ گیا ہے اور جسمانی رابطہ اُس کمیاب بھائی سے بہت دامن گیر ہے۔ مناسب یہ ہے کہ چند روز دیگر بھی ہم نشینی و صحبت واقع ہو جائے تو مطلوب کلی میسر آئے گا۔ اور مقصود اصلی پر مخصوص گفتگو ہو سکے گی۔

بتوفیق دارای دور زماں — کہ تقدیر کرد از عنایت خدا کے

اگر رو نماید ترا صحبتے — مواعید تعریف آرم بجائے

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے زمانے کو چلانے والے فرشتے نے مقدر کر دیا۔ تو تیری صحبت نصیب ہوگی تو میں آپ کو معرفت و عرفان کے مواعید و مطالب بجالاؤں گا۔

خصوصاً ان متبرک ایام یعنی ماہ صیام میں صوفی بھائیوں کی محبت کا جذبہ و شوق زیادہ ہو گیا ہے اگر اتفاق سے ان علاقوں کا سفر رو پذیر ہوا تو احتمال ہے کہ معزز بھائی سماء الدین کو خاص ہم نشینی اور مخلصانہ ملاقات میں ساتھ رکھیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر درویشوں

کے بعض اسرار اور کشف کے اسرار سامنے لائیں گے، فائدہ سے خالی نہ ہوں گے۔ کچھ ایک دوسرے سے جستجو اور کچھ گفتگو ایک دوسرے کے سامنے لائیں گے تو بہتر ہو گا۔ سلوک کے بارے میں سوال و جواب اور گہرے انکشافات رونما ہوں گے، خوش تر ہو گا۔

ابیات

زہے دولت کہ در یارانِ محرم
بہم باشد زعرفان جست جوئی
در اسرار ولایت خوشتر آنست
کہ بایکدیگر آمد گفتگوئی

(۱) اچھی دولت وہ ہے جو محرم راز دوستوں کے ساتھ ہو اور اس سے عرفان کی جستجو ہو۔
(۲) کہ اسرارِ ولایت میں وہ خوشتر ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ زیر گفتگو آئیں۔

وہ مقام جہاں ولیوں نے عمریں گزاری ہیں۔ وہاں ان کے پورے اثرات و مقاصد موجود ہیں اور ارباب نہایت نے ان کو بہم دیگر سراہا ہے یہی اصلی قدر دانی ہے۔

رباعی

اگر اصحاب عرفاں را زمانی — بہم صحبت فتد در خوشتریں جائے
امام سجدہ گاہ خویش سازد — کہ صاحب دولتی سود است پائے

(۱) اگر اس اصحاب عرفان سے کچھ وقت ہم نشینی کیا خوب ہے وہ خوشگوار مقام۔
(۲) زمانہ اس جگہ کو سجدہ گاہ بناتا ہے کیونکہ صاحب دولت کو ان کے قدم سے فائدہ ہے۔

مناسب ہے کہ کبھی کبھی دریائے توحید کے موتی اور تفرید کی معادن کے گوہر حضرت خواجہ گنج شکر فرید رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ مبارک اور نورانی محل میں جا کر محرم رازانہ ہم نشینی حاصل کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ ماحول میں گفتگو کریں کہ وہ جگہ فیض سے آباد ہے۔ اور عنایات الٰہی کی توجہ کا مرکز ہے اور انوار لامتناہی کے نزول کی جگہ ہے۔

ہر گز، ہر گز! اس دولت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور ان کے مقبرہ کا طواف کرنے سے کبھی کبھی بہرہ ور ہوا کریں جو قریب ہے۔ وہاں دو دولت کدے ہیں۔ ایک حضرت داؤد کا مقبرہ جہاں فیوضات الٰہی کے آثار، اطوار اور ارادات لامتناہی زیادہ سے زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ دوسرا دولت کدہ حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ کی مسجد میں جو روضہ مبارک کے پہلو میں ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے تھے۔

ابیات

ہر کجا روی گیتی پائی مرد　　افتادہ کعبہ آباد شد
گر تو آں کعبہ نیاری طوف کرد　　طوف ایں کعبہ کن کز ادا شد

(۱) جہاں جہاں روئے زمین پر اللہ کے بندوں کے قدم ثبت ہوئے ہیں۔ وہاں کعبہ آباد ہو گیا ہے۔

(۲) اگر تو اس اصلی کعبہ تک رسائی نہیں رکھتا تو اس کعبہ کا طواف کر۔ اس سے تیرا فرض ادا ہو جائے گا۔

حضرت شیخ صلاح الدین عرف شیخ سیاح سہروردی علیہ الرحمہ کا مقبرہ اور شیخ صلاح صوفی علیہ الرحمہ اور دوسرے شہداء کے مقبرے جو قصبہ ردولی کے قرب و جوار میں واقع ہیں۔ ان کا بھی طواف کرنا چاہیے۔ ان سے روحانی فیض نصیب ہو گا۔ مروی ہے کہ جب حضرت ابوسعید ابوالخیر کو روحانی فیض نصیب ہوا تو وہ حضرت پیر ابوالفضل کے مزار مبارک اور نورانی مرقد شریف پر گئے محض طواف قبر شریف کرنے سے فیض دوگنا ہو گیا اور اس فقیر کو بھی اس عمل سے فائدہ ہوا ہے۔

جس قدر بھی ہو اوقات شریفہ اور لطیف ساعتیں اصول و قواعد سے فائدہ حاصل کرنے میں گزاریں اور اوقات طریقت اور با کردار زندگی متبرک و برکت والے احباب کے مطابق ڈھالے کہ صبح و شام اور دن رات کے اوراد کو لازم قرار دیں۔ وہ اذکار و مشاغل اور مراقبہ مبارک جو بتائے گئے ہیں ان کو عملی طور دائمی طریق پر انجام دیں کہ یہ اکابرین مشائخ چشتیہ کا معمول ہے

اور مآثر یں بہشتیہ سے منقول چلا آیا ہے۔ تجربہ میں آیا ہے کہ اس سے جلدی فائدہ ہوتا ہے اور جلدی قرار آتا ہے اور دائمی حیات ملتی ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت خود معائنہ کریں گے۔

ابیات

ہر کہ اینہا دور راہ طلب راہ باید رفت ہر دم ز التزام
ہر کہ بنہاد از سر اخلاص پای در رہ ذکر خدائے خاص و عام
دولت مذکور خواہد یافت او ز التزام شکر ذاکر شاد کام
بہتر از اذکار روز و شب بود از ہمہ اذکار ذکر صبح و شام

(۱) جو شخص اس دور دراز راہ کو طلب کرنا چاہتا ہے۔ اسے ہر دم و ہر آن لزوم و دوام سے گامزن رہنا چاہیئے۔
(۲) جو شخص اخلاص کے طریقے پر قدم زن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے طریقے کو ہر خاص و عام جاری رکھے۔
(۳) تب وہ مذکورہ دولت پائے گا۔ جو دوام کے ساتھ شکر و ذکر کی راہ پر خوش رہے گا۔
(۴) رات و دن کے اذکار میں بہترین اذکار صبح و شام کے ذکر ہیں۔

اِن شاء اللہ ملاقات کے وقت دوسرے معاملات زیر بحث آئیں گے۔

الصلوٰۃ والسلام علی النبی وآلہ الامجاد۔
(مکتوبات اشرفی، جلد اول، ص ۱۵۹ تا ۱۶۴)

باب چہارم
حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کی
سیاحت، اذکار واقوال کا بیان

مقام پنڈوہ میں قیام

منقول ہے کہ جب حضرت صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی خلوت گاہ سے سفر کے لئے باہر آئے تو عالم میں خوشی وسرور کی لہر دوڑ گئی۔

پہلے پہل پنڈوہ شہر آئے وہاں حضرت علاء الحق بنگالی علیہ الرحمہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔ حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی علیہ الرحمہ کے صاجزادہ حضرت نور قطب عالم علیہ الرحمہ سے ملاقات کی۔ حضرت قطب عالم نے آپ کی علمی جلالت کی وجہ سے تعظیم وتکریم کی۔ حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ نے وہاں ایک عرصہ تک قیام فرمایا۔ پُرمشقت ریاضتیں اور مجاہدے کئے اور مزار مبارک سے بے شمار فیوض وبرکات حاصل کئے۔ جب حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ نے اپنے پورے مقاصد حاصل کر لئے تو وہاں سے رخصت ہو کر جونپور تشریف فرما ہوئے۔

قبروں پر سجدہ

منقول ہے کہ جونپور میں ایک طالب علم تھے جو ہر عالم سے بحث ومباحثہ کرتے تھے۔ جونہی حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کی تشریف آوری کی خبر اُسے پہنچی تو وہ خدمت والا

میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ حضور ایک سوال ہے۔ اگر اجازت فرمائیں تو عرض کروں؟ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بیان کر۔ عرض کیا! حضور مرید اپنے پیر کو سجدہ کرتے ہیں شریعت کی رو سے جائز ہے یا ممنوع ہے؟

حضرت نے جواب فرمایا: کہ علماء ظاہر کے نزدیک قبور اولیاء کے سامنے سجدہ کرنے میں ایک گونہ مباحث ہیں۔ فتاویٰ قاضی خاں، وتبرہ، سراجی اور مرصاد میں آیا ہے کہ مشائخ کے سامنے لوگ سر زمین پر رکھتے ہیں۔ یہ صورت سجدہ کی نہیں ہے بلکہ یہ صورت ذات احدیت کے نور کی تعظیم وتکریم کی ہے۔ اس لئے کہ اولیاء کرام کے قلوب اسی نور کی جلوہ گاہ ہیں۔ اسی طرح کے مفہوم لطائف اشرفی دوم، ص ۸۹ میں درج ہے)۔ چنانچہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمہ اسی مفہوم کے بیاں میں حدیث قدسی لائے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "لَا یَسْعَنِیْ اَرْضِیْ وَ لَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ فِیْ قَلْبِ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ" یعنی میں اپنی زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا البتہ عبد مومن کے دل میں سماتا ہوں۔ تبدیلیٔ الفاظ کے ساتھ یہ حدیث الدرر المنتثرۃ، ص ۱۷۵ میں موجود ہے (امام جلال الدین سیوطی)

ذیل کے اشعار میں اسی مفہوم کی طرف اشارہ کیا ہے:

اشعار مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ

گفت پیغمبر کہ حق فرمودہ است — من نگنجم ہیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز — من نگنجم این یقیں داں ای عزیز
در دل مومن بگنجم ای عجب — گر مرا جوئی دراں دلہا طلب
گفت ادخل فی عبادی تلتقی — جنت من رویتی یا متقی
ذات حق ساکن بود اندر دلی — نیک بین باشی گراز ایں دلی
برادر این خانہ گستاخی ز چیست — گر ہمی دانند کاندر خانہ کیست
آں مجاز است ایں حقیقت ای خزاں — نیست مسجد جز درون سرفرازاں
سجدگاہ آں در درونِ اولیاء ست — سجدہ گاہ جملہ است آنجا خداست

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بلندی و پستی (زمین وآسمان) میں کہیں نہیں سماتا۔

(۲) زمین وآسمان اور عرش میں بھی نہیں سماتا۔ اے عزیز! اس کا عقیدہ رکھ۔

(۳) مومن کے دل میں سما جاتا ہوں۔ اے تعجب کرنے والے! اگر مجھے تلاش کرنا چاہے۔ ان پاکیزہ دلوں میں طلب کر۔

(۴) فرمایا ہے کہ میرے مومن بندوں میں شامل ہو جا تو جنت میں میری زیارت سے سرفراز ہوگا۔ اے متقی!

(۵) ذات حق دل میں ساکن ہے۔ اگر تو اہل دل ہے تو نیک نگاہ بن جا۔

(۶) ارے بھائی! یہ گھر (دل) گستاخی و نافرمانی کا کس وجہ سے ہے اگرچہ وہ بھی جانتے ہیں کہ (دل) میں کون ہے؟

(۷) وہ مجاز ہے (کعبہ) اور یہ حقیقت (مومن کا دل) ہے۔ اے کم عقل۔ سجدہ گاہ صرف سرفرازوں (اولیاء) کا دل ہے۔

(۸) سجدہ گاہ، اولیاء کرام کے دلوں میں ہے۔ سب کی سجدہ گاہ وہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ جلوہ گر ہے۔

(مترجم): سجدہ تعظیمی جائز نہیں ہے اسی پر علماء و اولیاء کا فتویٰ ہے۔ حضرت صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ نے اختلاف علماء بیان کیا ہے فتویٰ نہیں دیا۔ فافھم

مریدوں کو مصلیٰ و تسبیح دینا

منقول ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ جونپور کی جامع مسجد میں عصر کی نماز ادا کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک درویش صورت شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دریافت کیا کہ فقراء کے طریقہ میں ایک رسم معروف ہے کہ مرید کو خلافت عطا کرنے کے بعد مصلیٰ، تسبیح، کنگھی، عصا، سوئی، لوٹا، پیالہ، نمکداں، طشت، آفتابہ اور نعلین عطا کرتے ہیں۔ اس میں

کیاراز پوشیدہ ہے۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک معنی وحقیقت پر دلالت کرتا ہے۔

چنانچہ مصلیٰ سے مراد ہے کہ عبادت وطاعت پر استقامت کی جائے۔

تسبیح سے اشارہ ملتا ہے کہ جمعیت خاطر ہو جائے یعنی پریشان اور متفرق دل جس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔

شانہ یعنی کنگھی خیر کی علامت ہے۔اس سے شر دفع ہوتا ہے۔

عصا: سے اشارہ ملتا ہے کہ بھروسہ واعتماد بھی صرف ذات واحد پر کرنا ہے جو واحد حقیقی ہے۔

مقراض: ظاہر کرتا ہے کہ علائق مخلوق سے قطع تعلق اور خواہشات سے روگردانی کی جائے۔

سوئی: نشاندہی کرتی ہے کہ صورت و معنی میں پیوتگی واتصال ہو۔لیکن سوئی بھی بغیر تاگہ نہیں دیتے۔

سوزن و رشتہ از پی پیوند
آں بدو وایں بدو حاجتمند

ترجمہ: کہ سوئی اور تاگہ پیوستہ ہونے کی علامت ہے وہ اُس کا اور یہ اِس کی حاجت مند ہے۔

لوٹا اور پیالہ بتاتے ہیں کہ فقراء کو روٹی اور پانی مہیا کرتے ہیں۔

نمک دان اور طشت ظاہر کرتے ہیں کہ فقیر کو دسترخوان کی ضرورت ہوتی ہے جو اُسے حوالے کیا جاتا ہے۔

جوتا اور نعلین ثابت قدم رہنے پر دلالت کرتے ہیں۔ان چیزوں کے دینے کا ثبوت مرآۃ الاسرار صفحہ ۱۱۱۵ میں بھی ہے مگر شیخ قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

تصرف اولیاء بعد وصال

منقول ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ جونپور سے اودھ تشریف فرما ہوئے۔

وہاں شہر کے علماء سے ملاقاتیں کیں۔اُن میں سے ایک صاحب نے دریافت کیا کہ باباصفی الدین! جانتے ہو کہ کون سے اولیاء کرام ہیں جن کا تصرف ان کی وفات کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔آپ نے جواب فرمایاایک روز جب میں مرشد کریم کے آستانہ مقدس پر موجود تھا تو میں نے اپنے پیر دستگیر علیہ الرحمہ کے سامنے یہی مسئلہ پیش کیا تھامرشد کریم نے ارشادفرمایا کہ اولیاء اللہ میں سے پانچ شخص اپنی اپنی قبور میں زندوں کی مانند تصرف کرتے ہیں۔وہ یہ ہیں: حضرت عبدالقادر جیلانی، شیخ معروف کرخی، شیخ محی الدین عربی، حضرت شیخ عقیل مسیحی اور حضرت شیخ حیات حرانی علیہ الرحمۃ و رضوان اللہ علیہم اجمعین۔میں نے پھیم عرض کیا کہ حضور!یہ تصرف تو مشائخانِ ولایت اسلام کا ہے اور ہندوستان کے مشائخ میں سے ایسے کون ہیں جو اپنی اپنی قبور میں تصرف کررہے ہیں۔جواب فرمایا کہ اس مرتبہ کا تعین کرنا بے ادبی سے خالی نہیں ہے البتہ بہت سارے نفوس قدسیہ خاندان چشت میں موجود ہیں۔جو اس عالی مرتبہ پر فائز ہیں۔بالخصوص حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند معین الدین رضی اللہ عنہ،حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی و حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر۔حضرت سلطان نظام الدین اولیاء بدایونی، حضرت مخدوم الامام علاء الحق والدین بنگالی رضوان اللہ علیہم۔(لطائف اشرفی،ص ۱۵۹،اردو)

منقول ہے کہ جب حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمۃ گھر واپس تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ کا مکتوب شریف پہنچا ہے۔

مکتوب شریف حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

ای باد گر بگلشن احباب بگذری
تو زنہار عرضہ دہ برجاناں پیغام ما

اے بادصبا!اگر تیرا گلشن احباب پر گزر ہو۔تو ہمارا پیغام محبت لازماً محبوبوں تک پہنچادے۔

ثنا ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔اسی کے لئے حمد وثنا ہے دنیا و آخرت میں اور اسی کے لئے حاکمیت ہے۔اور اسی کی طرف تم لوٹنے والے ہو۔

صلوٰۃ دائمی، ابدی اور ازلی جو پہنچنے والی ہے عارفین کے اعلیٰ درجات والوں کو جو مالک وصاحب قدر کریم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدق کی قیام گاہ میں موجود ہیں۔

برادر دین، یقین کے پیکر، کونین کے نور، فوقیت رکھنے والوں میں عزیز تر، اور اہل اللہ کے رہبر صفی الدین اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کو اپنی معرفت کے انواع واقسام سے منور کرے۔

فقیر اشرف کی طرف سے درمندانہ سلام اور محرم راز والا پیغام قبول فرماؤ۔

اے بھائی! جب شہر میں آؤ۔سب سے پہلے اکابرین شہر جو اعلیٰ مراتب کے حامل ہیں اُن کی پائے بوسی کا شرف حاصل کیا کرو۔اس کے بعد اکابرین کے قبور کی زیارت کرو۔اگر تیرے شہر میں کوئی قبر ہے تو پہلے اس کی زیارت کرو اگر نہیں تو پھر اکابریں کی زیارت کرو۔ ضروری ہے کہ مرد ہوں۔محبت و دلبری کی خصلت کو اپنا وطیرہ بناؤ اور نامحرموں کی جستجو شرم و ننگ کے اسرار کو پیدا کرتی ہے۔

ز اقتضائی گردش گردوں دوں
سروراں را آمدہ است سرہا بپائے
رو مگرداں از جفا و جور دوست
دوستاں برسر برند جور و جفات

آسماں کم ظرف کی گردش کے تقاضے سے بڑے بڑے سرداروں کو سر کے بل آنا پڑا ہے۔تو مخلص دوست کے ظلم و بے وفائی سے نفرت نہ کر کہ مخلص دوست تیرے ظلم و بے وفائی کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔

اے بھائی! رات دن ذکر کے طریقے نہ چھوڑ۔ ھو المقصود کے دھیان سے اور ھو الموجود کے معائنہ سے منہ نہ موڑ۔میدان ارادت میں لَاموجود لَه. اِلَّا الله اور

آوارہ صحرا میں لَا معبود لہٗ اِلَّا اللہ کا اسپ ہمت اتنا دوڑاؤ کہ گرد اٹھنے لگے۔

چناں تازدز دیں رہ بتر انجام
کہ گرد از اسپ و از میدان برآید
سوار و اسپ و میدان را بہم زن
کہ گرد از موکب سلطان برآید

بدانجام راہ رو دین سے ایسے بھاگتا ہے کہ غبار گھوڑے اور میدان سے اُٹھتا ہے۔ سوار، گھوڑا اور میدان کو ایک دوسرے سے اس طرح مار کہ غبار بادشاہ کے لشکر سے اُٹھنے لگے۔

اہل صفا جیسے بھائیوں اور وفادار دوستوں کی ہم نشینی کلی طور پر فائدہ مند ہے۔ دانشوروں نے اسے اصلی سرمایہ قرار دیا ہے۔ اس کے برعکس فرمان رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ اَلشَّیْطَانُ مَعَ الْوَاحِدِ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی کُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ صادق شعار لوگوں کی معیت اختیار کرو۔

بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب کا مسئلہ

منقول ہے کہ جونپور کے ایک عقیدت مند شخص نے حضرت صفی الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے خدشات رفع فرمائیں کہ بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب کس وجہ سے واقع ہوتے ہیں؟

ارشاد فرمایا کہ بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان موانع حجاب چار چیزیں ہیں۔ دنیا، خلق، نفس اور شیطان۔ دنیا حجاب آخرت ہے۔ خلق حجاب عبادت ہے۔ شیطان حجاب دین ہے اور نفس اللہ تعالیٰ سے حجاب ہے۔

فرد

خطر در راہِ دیں بسیار باشد
بگل خوشبوی ہزار خار باشد

ترجمہ: دین کی راہ میں بہت خطرات ہیں۔ خوشبو دار گل کے ساتھ ہزار ہا کانٹے ہوتے ہیں۔

پھر عرض کیا کہ طریقت، شریعت، حقیقت اور معرفت کی وضاحت فرمائیے جس صورت میں اور جس طریقے سے صوفیاء بیان کرتے ہیں۔ حضرت شیخ صفی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ اَلطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَ الْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ. اَلْمَعْرِفَۃُ عِرْفَانِیْ

(کشف الخفاء ومزیل الالباس، جلد دوم، ص ۷)

یعنی شریعت میرے اقوال ہیں، طریقت میرے افعال ہیں، حقیقت میرے احوال ہیں اور معرفت میرا عرفان ہے۔

جس شخص کو اس راہ کی تلاش ہو اسے لازم ہے کہ اس راہ کے لئے شریعت مطہرہ سے زادِ راہ تیار کرے تاکہ شریعت سے طریقت کی راہ پا سکے۔ جب طریقت میں راہ نصیب ہو جائے تو پھر طریقت سے حقیقت کی راہ میں قدم رکھے۔ حضرت شمس تبریزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

شریعت را مقدم دار اکنوں — طریقت از شریعت نیست بیروں
کسے کو در شریعت راسخ آید — حقیقت راہ بروئے خود کشاید

ترجمہ: اے سالک! شریعت کو اولیت دو کہ طریقت شریعت سے جدا نہیں ہے۔
جو شخص شریعت میں راسخ و پختہ ہو جاتا ہے۔ تو اس پر حقیقت کی راہ کھل جاتی ہے۔
جس نے اب تک شریعت کو نہیں جانا اس کو طریقت کے انوار کیونکر نصیب ہوں گے؟
اور جس کسی کو طریقت سے واسطہ نہیں پڑا اس بیچارہ کا حقیقت سے کیا واسطہ اور کام؟

یہی وجہ ہے کہ صوفیاء ایسے شخص کو کسی طرح اجازت نہیں دیتے جو شریعت کے علم سے جاہل ہو اور وہ طریقت کی راہ میں قدم رکھے کہ ایسا شخص ہلاک ہوگا اور کسی منزل تک نہ پہنچ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

وَالْشَرِيْعَةُ كَالسَّفِيْنَةِ وَالطَّرِيْقَةُ كَالْبَحْرِ وَالْحَقِيْقَةُ كَالصَّدَفِ وَالْمَعْرِفَةُ كَالدُّرِّ فَمَنْ اَرَادَالدُّرَّ رَكِبَ السَّفِيْنَةَ ثُمَّ شَرَعَ فِي الْبَحْرِ يُوْصِلُ عَلَى الدُرِّ۔ فَمَنْ تَرَكَ هٰذَا التَّرْتِيْبَ لَمْ يُوْصِلُ عَلَى الدُّرِّ

یعنی شریعت کشتی کی مانند ہے اور طریقت دریا کی مثال ہے اور حقیقت صدف کی طرح ہے اور معرفت اس صدف کا گوہر ہے۔ پس جو شخص اُس گوہر کو حاصل کرنے کا طلب گار ہو تو وہ شریعت کی کشتی پر سوار ہو۔ طریقت کے دریا میں اترے، غوطہ لگا کر حقیقت کے صدف کو حاصل کرے اور معرفت کے گوہر کو اس صدف سے نکالے۔ اگر معرفت کے گوہر حاصل کرنے کی ترتیب کو ترک کرے گا تو گوہر مقصود ہاتھ نہ آئے گا۔

علم سالکاں کا بیان

منقول ہے کہ ایک صوفی مشرب عبداللہ نامی شخص نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ سالکوں کے علم دین کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد فرمایا کہ سالکانِ حق کے علم کا دارومدار بارہ طریقوں پر قائم ہے۔ (۱) علم معرفت۔ (۲) علم طاعت۔ (۳) علم مکاشفہ۔ (۴) علم مشاہدہ۔ (۵) علم خطاب۔ (۶) علم سماع۔ (۷) علم وجد۔ (۸) علم معرفت روح۔ (۹) علم معرفت نفس۔ (۱۰) علم معرفت عقل۔ (۱۱) علم توحید۔ (۱۲) علم معاملت۔

جان لیجئے کہ سالکین کا یہ گروہ علم شریعت، طریقت اور حقیقت کے حامل تھے اور ہیں اور مستقبل میں ہوں گے۔

مگر علم کی دولت سے محرومی اور علمی تشنگی سے صحراء میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ کیا فائدہ، بغداد میں دریائے علم دجلہ اور مصر میں دریائے علم نیل کا۔

در بادیہ تشنگاں بمیرند
چہ سود اگر جہاں فرات است

پیاسے صحراء میں مرجائیں۔ کیا فائدہ! اگر سارا جہاں دریائے فرات بن جائے۔

توکل و تسلیم کا بیان

منقول ہے کہ ایک مرید نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ مرید کو متوکل ہونا چاہیے یا ظاہری اسباب کا متلاشی۔ آپ نے جواب فرمایا کہ میں نے اپنے مرشد کریم قدوۃ الکبریٰ سے سنا ہے کہ مرید کو دو چیزیں ضرور کرنا چاہیے توکل اور تسلیم۔ توکل کی تین علامتیں ہیں۔ (اول) سوال نہ کرے۔ (دوم) اگر فتوحی (نذرانہ) ملے تو لے لے۔ (سوم) جب نذرانہ لے چکے تو اسے بند کر کے نہ رکھے۔

متوکل درحقیقت وہ شخص ہے جس کی نظر اسباب پر نہ ہو بلکہ وہی سبب اس کی نظر میں آئے۔ اور تمام امور صوری ہوں یا معنوی اور اسباب کا عمل فنافی التوکل ہیں۔

جو شخص گلزار توکل میں خراماں ہوتا ہے۔ اسے چاہیے کہ گل سے خوشبو اور خار سے جو تکلیف پہنچے اس کا سبب گل سے مہکنے والی خوشبو کو سمجھے۔

تسلیم کا معنی سپرد کرنا یعنی سب کچھ مالک کے حوالے کیا جائے تاکہ تسلیم و سپرد کرنے کے معنی درست ہو جائیں۔

خود کو حق تعالیٰ کے حوالے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نعمت و بلا (مصیبت) حق تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور نعمت ملنے پر خوش و مسرور نہ ہو اور بلا میں مبتلا ہو کر غمگین نہ ہو وگرنہ حاضری چھین لی جائے گی اور غیب کی تاریکی میں گم ہو جائے گا۔

تسلیم سے دل کو قرار و ثبات ملتا ہے اور حق تعالیٰ کی معرفت کی راہیں کھلتی ہیں۔

اوراد و وظائف کا بیان

منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کی مجلس میں اوراد و وظائف کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص خلوص کے ساتھ خشوع و خضوع کی حالت میں مداومت و ہمیشگی سے پڑھے گا وہ تمام مخلوق سے مستغنی ہو جائے گا اور تمام وسائل سے بے نیاز ہو گا۔

ہر جائیکہ باشی ذکر میگوی
بہر جائے خدارا شکر میگوی
ہمہ جائیکہ باشی باخدا باش
ز خود بیگانہ باخود آشنا باش

جہاں بھی تو قیام کرے ذکر کرتا رہ۔ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا رہ۔ جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو۔ خود سے بیگانہ بنو اپنی ذات کی معرفت حاصل کرو۔

اسی باب میں حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا میں نے ایک کتاب میں ایک حکایت پڑھی ہے وہ یہ ہے کسی درویش سے پوچھا گیا کہ کثیر مقدار میں وظائف کے ورد کا سبب کیا ہے؟ جواب دیا کہ ایک دہقان (دیہاتی) آدمی بتاتا ہے کہ میں گاؤں میں سکونت پذیر تھا۔ جمعہ کی ہر رات کو میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے شہر جاتا تھا۔ میرا جمعہ کی رات کو جانے کا مقصد یہ تھا کہ میں جمعہ کے دن مسجد جامع میں پہنچ کر وظائف و اوراد میں مشغول ہو جاؤں۔

القصہ جمعہ کی راتوں میں ایک رات مجھے کچھ مشاغل درپیش آئے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ جمعہ کی رات کو کھیت کو سیراب کرنے کی میری باری تھی، دوم گندم کا آٹا چکی سے گھر لانا تھا۔ سوم بار برداری کا میرا گدھا گم ہو گیا تھا۔ اس کی تلاش بھی ضروری تھی۔ اگر میں اِن کاموں میں سے کسی ایک میں مشغول ہو جاتا تو دوسرے دو کام سرانجام نہ پا سکتے تھے ان کا ضائع ہونا لازمی امر تھا۔ میں نے فیصلہ کیا کہ نماز جمعہ فوت نہ ہو۔ اس دفعہ میں شہر جاؤں، نماز جمعہ کا فریضہ ادا کروں اور وظائف و اوراد حسب دستور انجام دوں۔ چنانچہ میں جمعہ کی نماز ادا کرنے چلا گیا۔ اوراد بھی پڑھے اور گھر چلا آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرا گمشدہ گدھا دروازے پر بیٹھا ہے۔ میں نے ہمسایوں سے دریافت کیا کہ میرے گمشدہ گدھے کو کون لایا ہے۔ بتایا گیا کہ ایک بھیڑیا اس گدھے کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ تب یہ خبر گھر پہنچائی گئی کہ گدھا گھر آ گیا ہے۔ میں گھر سے باہر نکلا۔

کھیت کی طرف گیا تو دیکھا کہ میرا کھیت سیراب ہو چکا ہے۔ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ میرے کھیت کے ساتھ دوسرے صاحب کا کھیت تھا۔ پانی کی نالی اس کھیت میں چل رہی تھی۔ صاحب کھیت پر نیند غالب آئی وہ سو گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے کھیت سے پانی ٹوٹ گیا۔ پانی میرے کھیت میں آ گیا۔ جس سے میرا کھیت سیراب ہو گیا۔ اچانک تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک شخص گندم کا آٹا جانور پہ لادے ہوا لایا ہے۔ وجہ پوچھی تو بتایا کہ تمہارا گندم غلطی سے پسا ہوا تھا۔ القصہ یہ تینوں امور سچے عقیدے اور رازق مطلق پر توکل، عبادت اور اوراد و وظائف ادا کرنے سے غائبانہ مدد سے سرانجام پائے تھے۔ (نزہۃ المجالس حصہ اول، ص ۵۳۱ / لطائف اشرفی حصہ دوم اردو، ص ۱۸۹)

سالک مجذوب کا بیان

منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کی مجلس میں سالک اور مجذوب کا ذکر چل نکلا۔ دوران گفتگو ایک شخص نے عرض کیا۔ یا حضرت! سالک اور مجذوب میں کیا فرق ہے؟ حضرت نے جواب فرمایا کہ میں نے حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمہ سے اس طرح سنا ہے۔ فرمایا ہے کہ راہ حق پر چلنے والے دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک سالک دوم مجذوب۔ مجذوب وہ لوگ ہوتے ہیں کہ ان کو بلند جذبہ عطا ہوتا ہے۔ ان کو ایسے مرتبہ پر رسائی ہوتی ہے کہ وہ تمام مقامات سے گزر جاتے ہیں۔ شوق کے غلبہ میں اُن کو احوال پر، مقامات کی شناخت پر، کشف آفات پر اور جو کچھ بھی اس راہ میں درپیش آتا ہے یعنی خیر و شر، نفع و نقصان کی خبر و اطلاع اُن کو نہیں دیتے۔ ان لوگوں کو شیخ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شیخ کی ضرورت ان لوگوں کو پڑتی ہے کہ اگر ان کو جذبہ کے کمند سے باندھ دیں۔ تب بھی وہ سکون و قرار سے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہر مقام میں داد و انصاف اس سے حاصل کرتے ہیں۔ خیر و شر اور صلاح و فساد کے احوال کو اس پر پیش کرتے ہیں۔ کبھی وہ صحیح راہ سے اور کبھی بے راہ روی سے واقف

ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دوسری جماعت سے رہبری حاصل کرتے ہیں یہ سالک ہیں۔
اور سالک کا مرتبہ مجذوب سے بالاتر ہے۔

کم کھانے کم پینے کم سونے کے فائدے

منقول ہے کہ ایک دن حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ جامع مسجد ردولی شریف میں وعظ فرمارہے تھے۔ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں بہت منافع بخش ہیں۔یعنی کم سونا،کم کھانا اور کم بولنا۔کم بولنے سے نفس امارہ کے خلاف ہر ممکن مدد ملتی ہے اور بہت بولنے سے ذکر حق نہیں ہوسکتا۔بہت سونے سے حقائق و معارف میں سوچ و فکر معزول و ختم ہوتی ہے۔بہت کھانا کھانے سے گرانی و غفلت پیدا ہوتی ہے بہت سے جائز کاموں سے محرومی ہوتی ہے۔ مزید آپ نے فرمایا کہ سالک کو باطہارت یعنی کم از کم باوضو رہنا چاہیے کہ ظاہری طہارت باطنی طہارت کی نشاندہی کرتی ہے۔

ببـاید بود دائم باطـهـارت
بظـاهـر هـم بـبـاطن بابـصـارت
بود ظـاهـر طـهـارت از نجـاست
طـهـارت باطن آمـد جـنـابت

سالک کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ باطہارت رہے۔ظاہری طہارت باطنی طہارت اور بصارت کی طہارت بھی ہو۔

چنانچہ کسی درویش سے پوچھا گیا کہ طہارت کی حقیقت کیا ہے؟ فرمایا چونکہ طہارت ظاہری بھی ہونی چاہیے اور طہارت باطنی بھی دائماً چاہیے۔اس لئے کہ مجرد ظاہری طہارت سے ایک جذبہ جذبات حق سے پیدا ہوتا ہے۔صوفیاء کرام نے فرمایا ہے کہ جَذْبَةٌ مِّنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تُوَلِّدُ مِنْ عَمَلِ الثَّقَلَيْنِ۔(جذبات حق سے ایک جذبہ عمل ثقلین سے پیدا ہوتا ہے)۔

برابر طہارت کو قائم رکھے گا اس لئے کہ انسانوں اور جنوں کے مجاہدات و معاملات اکثر ایسے ہوتے ہیں جو تجھے مقصد تک پہنچاتے ہیں۔ یہ کام گفتگو یعنی کہنے میں تو آسان ہوتے ہیں لیکن عملی طور پر مشکل اور دشوار ہوتے ہیں۔ یہ اس طرح ہے کہ اس راہ پر چلنا اعضاء اور جوارح سے نہیں ہے بلکہ یہ راہ دل و جان سے طے ہوتی ہے۔ اس کا دل و جان کارفرماں ہوتا ہے۔ البتہ ارباب ہمت اور سچے عاشقوں کے لئے اتنا آسان ہے جتنا میرے اور تمہارے لئے کھانا کھانا اور پانی پینا۔ اس راہ سلوک کا دروازہ علم و معرفت ہے۔ جو شخص اس دروازے کو اختیار نہیں کرے گا وہ بے انتہا بیاباں میں گمراہ رہے گا اور بھوتوں کا شکار بنے گا۔

صوفی کے اقسام

منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ تصوف کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قدیم علم و عمل ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقین کے اعمال کا نام ہے۔

صوفی تین قسم کے لوگ ہیں: (۱) صوفی۔ (۲) متصوف۔ (۳) متشابہ

صوفی وہ ہے جو اپنی ذات سے خالی اور حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہو اور مزاج و طبائع کے قبضہ سے نجات یافتہ۔ حقائق کی حقیقت کے ساتھ پیوستہ ہو۔

متصوف وہ ہے جو مجاہدات و ریاضات میں اس قدر جستجو کرے اور ان معاملات پر خود کو صحیح تلاش کنندہ بنائے۔

اور متشابہ وہ ہے جو جاہ و مرتبہ اور حظ نفس کی خاطر خود کو صوفیاء کی مانند و ہم صورت بنائے۔ وہ ان دو معنوں سے خالی اور بے خبر ہوتا ہے۔

اس کے باوجود امید ہے کہ ان میں سے ہو جائے۔ ان کے سایہ دولت میں ہر دو جہاں سے گزر پائے۔ اس لئے کہ منشی ایک ہوتا ہے۔ دوسرے خلیفے اور سلطان شہر میں ایک ہوتا

ہے۔ اور دوسرے اس کے سایہ دولت میں زندگی گزارتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بنالیتا ہے۔ اس کے ساتھ وہی سلوک کرتا ہے جو مہربان ماں اپنے فرزند سے کرتی ہے کہ اسے بلاؤں سے بچاتی ہے اور اس کے مصالح اور بھلائی کے لئے اس کے مطالبہ کے بغیر اس کا خیال رکھتی ہے۔ حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے کہ جب حق تعالیٰ اپنے بندہ پر لطف و کرم کی نگاہ فرماتا ہے۔ اسے مخلوق کے لئے قبلۂ حاجات بنا دیتا ہے۔ اس کی گرد پاء کو آنکھوں کے لئے توتیا (سرمہ) کر دیتا ہے اس کے کارواں کے غبارِ راہ کو سالکانِ راہ کے لئے عطریات بناتا ہے۔

اجابتِ دعاء

منقول ہے۔ حضرت صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اجابتِ دعاء کے متعلق ذکر فرمایا کہ اس سلسلے کی ایک کہانی میں نے ایک کتاب میں پڑھی ہے کہ بصرہ میں قحط سالی کے زمانے میں لوگ بارش کی نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر نکلے۔ بارگاہ ربوبیت میں بارش کی دعاء اور آہ وزاری کرتے تھے مگر بارانِ رحمت نہ ہوئی۔

اتفاق سے ایک مسافر شخص کا وہاں سے گزر ہوا۔ ایک کثیر ہجوم دیکھا کہ دستِ دعاء اٹھائے، آنکھیں کھلی ہوئی، آہ وزاری کر رہے ہیں۔ مسافر کو ان کے حال زار پر شفقت و ترس آیا تو دعا کی۔

یاالٰہی! بحق اس بشر کے جو تصوری صورت میں تیری بصارت میں موجود ہے بارانِ رحمت بھیج۔ فوراً بارانِ رحمت برسنے لگی۔ لوگوں کے ہجوم سے ایک آدمی نکل کر مسافر کے سامنے آیا۔ پوچھا کہ یہ کیا راز ہے جو تیری بصارت میں ہے کہ محض شفیع و وسیلہ بنانے سے بارش برسی۔ مسافر نے بتایا کہ میری ان آنکھوں نے حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کو دیکھا ہے۔ جب کہ تو جانتا ہے کہ ان نفوس قدسیہ کے قدموں کی خاک ہماری آنکھوں کا توتیا (سرمہ) ہے۔ ان کی

زبان تمام مُردوں کو جان وروح عطا کرتی ہے۔ چنانچہ موسم بہار کی بارش مردہ و بنجر زمین کو زندگی کی چادر پہناتی ہے۔ اور خاردار زمین کو گلستان بناتی ہے۔ اسی طرح کی گفتگو موصوف کی زبان سے سنی گئی۔ جو مردہ دلوں کو حیات بخشتی ہے۔ چنانچہ ان کی گفتگو دل کو حیات اور اس کے افعال وصفات مخلوق کے مشکلات کو حل کرتے ہیں۔ اس کی رحمت وشفقت تمام پر بلا امتیاز ہوتی ہے۔ وہ خود نہیں کھاتے دوسری مخلوق کو کھلاتے ہیں۔ وہ خود نہیں پہنتے دوسروں کو پہناتے ہیں۔ لوگوں کے رحم کو نہیں دیکھتے اور ان کے خاطر میں نہیں لاتے۔ اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے شفیع خود بن جاتے ہیں۔ جفا کو ان کے سامنے رکھتے ہیں۔ گالی کا دعاء وثناء سے بدلہ دیتے ہیں۔ یہی حال کاملین کا ہے۔

عبادت کا بیان

منقول ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں حاضر لوگوں سے فرمایا کہ اے حاضرین دل کے کانوں سے سنو کہ عبادت علماء کا سرمایہ ہے۔ اتقیاء کے لئے زینت، مردان الٰہی کے لئے رفعت و بلندی اور صاحب ہمت لوگوں کا پیشہ ہے۔ فائدہ عمر اور ثمرہ علم ہے۔ لیکن یہ کام سخت دشوار اور بڑا پُرخطر ہے۔ اس لئے کہ بندہ ضعیف وکمزور ہے اور عمر کوتاہ ہے۔ اجل قریب ہے اور سفر بعید ہے۔ اس سفر کا توشہ اور زادعبادت ہے۔ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ جب عبادت فوت ہو جائے اس کا حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اسی لئے ہے کہ لوگ اس راہ کا قصد بہت کم کرتے ہیں۔ جب قصد کرتے ہیں تو کم لوگ سلوک کو طے کرتے ہیں۔ جب وہ سلوک کی راہوں کو طے کر چکتے ہیں تو کم لوگ مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ جب کوئی مقصود تک پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ اسے کامیاب قرار دے کر شاہد مقصود سے ہمکنار کر دیتا ہے تخت مراد پر بٹھاتا ہے۔ آفت کے خوف سے نجات دے کر ملک ابد کے ساتھ پیوست کر دیتا ہے۔

تجرید وتفرید کا بیان

منقول ہے کہ ایک طالب نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ سے استفادہ کے طور پرسوال کیا۔حضور والا تجرید وتفرید کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ مرید کے لئے راہ طریقت کی شرط ہے کہ علائق اور خلائق سے تجرید یعنی تعلق ختم کرنا اور تفرید کا معنی خود سے تنہا ہو جانا۔یعنی دل میں کوئی غبار نہ ہو اور پشت پر کوئی بوجھ نہ ہو۔کسی سے گنتی، حساب کتاب نہ ہو اور کسی سے حسد اور کینہ نہ ہو اور مخلوق سے کوئی سروکار نہ ہو۔

تجرید کیا ہے؟ جو کچھ آج نصیب میں آیا ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنا تجرید کہلاتا ہے۔تفرید کیا ہے؟ یعنی فردا کی بندش (کل کی فکر) سے آزاد ہونا تفرید ہے۔

چنانچہ صوفیا کہتے ہیں کہ آج، کل، پرسوں اور ترسوں یہ سب چار ایک ہوں یعنی برابر ہوں۔ آپ نے بارہا ارشاد فرمایا کہ راہِ حق طالبان کے لئے دو خلوتیں ضروری ہیں ایک خلوت ظاہری، دوسری خلوت باطن۔خلوت ظاہر کا معنی ہے کہ خلق سے قطع تعلق کر اور اپنا رخ دیوار کی طرف کر لو یعنی تنہا ہو جاؤ یہاں تک کہ اپنے دروازے پر ہی جان، جان آفریں کے سپرد کرے۔خلوت باطن یہ ہے کہ اغیار کا فکر دل سے صاف کر۔دنیا وآخرت کا غبار دل سے مٹا دے۔یک ذکرو یک فکر ہو جائے یہاں تک کہ غیر اللہ کا نام اور سوچ وفکر کو اپنے او پر حرام قرار دے۔

فقر وزہد کا فرق

منقول ہے کہ دو طالب علم فقر وزہد میں ایک دوسرے سے مباحثہ کر رہے تھے۔ایک کہتا کہ فقر افضل ہے اور دوسرا کہتا کہ زہد وفقر دونوں ایک شئے ہیں۔ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ہر ایک دوسرے پر عمدہ واعلیٰ دلیل پیش کرتا۔متفقہ فیصلہ نہ کر سکے۔اتفاق سے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ جونپور سے بمقام اودھ تشریف لائے۔خبر سن کر دونوں طالب علم خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔آپس کا اختلافی مسئلہ عرض کیا۔حضرت نے ارشاد فرمایا کہ باہم

جھگڑا نہ کریں۔ میں اُن دونوں کی تسکین اُن کے فہم و عقل کے مطابق کر دوں گا۔ فرمایا کہ فقر و زہد کے صفات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن حقیقت دونوں کی ایک ہے۔ لیکن ان کی فہمید و سمجھ میں فرق ہے۔ یاد رکھیں کہ زہد و فقر دونوں کے حروف ملا کر چھ حرف ہیں۔ یعنی تین فقر کے اور تین زہد کے۔ صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ فقیر وہ شخص ہے جو فقر کے تینوں حرفوں کو اپنے اوپر لاگو کرے۔ یعنی ''فا'' سے فاقہ اور ''قاف'' سے قناعت اور ''را'' سے ریاضت ہے۔ انہیں اوصاف کو اختیار کرے۔

زاہد وہ شخص ہے۔ حرف ''زا'' سے ترکِ زینت کرے۔ حرفِ ''ہا'' سے ہوا و حرص کو چھوڑے اور حرفِ دال سے ترکِ دنیا کرے۔ ان صفات والا شخص زاہد ہے۔ اور ہر دو فقر و زہد کے صفات سید عالم ذات خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں کامل و اکمل طریقے سے موجود تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ''الفقر فخری'' کہ فقر میرا فخر ہے۔

اور صفت زہد حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی عطا ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء کے صفات سے اکمل و جامع طریقے سے متصف تھے۔

نفی و اثبات کا بیان

منقول ہے کہ ایک طالب علم نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ نفی و اثبات کی وضاحت فرمائیں کہ وہ کیا ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اس قدر نازک ہے کہ اس کا سمجھنا مشکل ہے۔

واضح رہے کہ فقہاء کے نزدیک نفی اثبات کے بعد آتی ہے اور اہل لغت کے نزدیک اثبات بعد از نفی ہے۔ اور عارفوں کے نزدیک نفی اور اثبات دونوں شرک ہیں۔ اس لئے کہ اثبات میں تین چیزوں کے بغیر چارہ نہیں۔ تب جا کر اثبات درست ہوتا ہے۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ مثبت، ثابت اور اثبات۔ اور نفی میں بھی تین چیزیں لازمی ہیں۔ یعنی نفی، نافی اور منفی۔ جو شخص دو کہتا ہے وہ مشرک و ملحد ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص چھ کو دیکھتا ہے وہ مومن، مخلص اور

موحد کی مانند ہوتا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ جب غیر کا وجود ہی نہیں تو نفی کس کی کرتا ہے؟ جب تو خود نہیں تو کس قسم کا اثبات کرتا ہے۔ شیخ رومی علیہ الرحمۃ نے درج ذیل اشعار میں اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ابیات مثنوی روم

از نفی و اثبات بزن صحرائیت
کایں طائفہ رادراں میاں ودائیست
عاشق جوید اینجا رسد نیست شود
نے نفی اثبات نہ اورا جائیست
ایں کمال توحید قدمگاہ منتہاست
یادیہ لا الہ قطع کردہ بکعبہ الا آمدہ ایست

ترجمہ: (ا) نفی واثبات کی ضرب لگا کہ یہ صحرا ہے کہ اس گروہ کو اس میں سودا ہے۔
(۲) عاشق تلاش کرتا ہے جب اس جگہ پہنچتا ہے۔ معدوم وفنا ہو جاتا ہے۔ نہ نفی رہتی ہے نہ اثبات اور نہ کوئی جگہ ومکان باقی رہتا ہے۔
(۳) یہ توحید کا کمال درجہ ہے۔ منتہا کی قدم گاہ ہے۔ لاالہ کا صحرا طے کر کے اِلّا کا کعبہ مقصود آتا ہے۔
خواجہ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تابجا روب لا نروبے راہ
نے رسی در سرائی لاالہ

ای صدف جوی گوہر اِلّا
سامہ جان بنہ بساحل اِلّا
بر نگیرد مھان عشق روی
چہ حدیث است ایں حدیث توی

(۱) جب تک ''لاَ'' کا جھاڑو لے کر نہیں چلے گا اے بے راہ رو تو سرائے لا الہ تک نہیں پہنچ سکے گا۔

(۲) اے صدف کو تلاش کرنے والے گوہر ''اِلاَّ'' کو تلاش کر۔ اور ساحل ''اِلاَّ'' پر اپنی جان کا سامان رکھ۔

(۳) جب تک تو عشق کی بلندی کو نہیں پہونچے گا تیرے لئے کیا یہ بات کیا وہ بات۔

فرمایا کہ کلمہ نفی اور اثبات سے راہ طریقت پر چلنے والوں کے لئے حصار باندھا ہے۔ تاکہ جب وہ اس حصار تک پہنچیں تو رہزنوں یعنی نفس اور شیطان کے شر سے محفوظ و امان میں رہیں۔

نفس کا بیان

منقول ہے کہ ایک طالب علم نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ نفس کیا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ صوفیاء میں سے ہر شخص کا ایک قول ہے۔ اور دوسروں کا اس سے مختلف ہے۔ اس گروہ کے محققین کے دو قول ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ نفس عینی یعنی ذات ہے۔ جسم میں موذّع (امانت) ہے جیسے روح جسم میں ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے نفس جسم کی ایک صفت ہے جیسے حیات و زندگی جسم میں ہے۔ تمام صوفیاء متفق ہیں کہ افعال ذمیمہ اور ناپسندیدہ کے اظہار کا اولین سبب نفس ہوتا ہے۔ مثلاً حسد، فخر و تکبر، بخل، جہل، کینہ اور ہر وہ چیز جو اس زمرے میں آتی ہے۔ ایک گروہ نے کہا ہے کہ نفس اور روح دونوں لطائف خمسہ سے ہیں۔ چنانچہ عالم میں شیاطین ملائکہ بہشت و دوزخ ان میں محل خیر اور دوسرا محل شر ہے۔ اس کی سلامت کا مدار خیر و شر کے لئے ریاضت نہیں ہے۔ اس سلسلۂ نفس میں بزرگان صوفیہ کے اقوال کثرت سے موجود ہیں۔ نفس کی مختلف شکلیں بزرگان صوفیہ کے سامنے آئی ہیں۔ چنانچہ حضرت شیخ بوعلی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو خوک (سور) کی شکل میں دیکھا ہے۔ ایک شخص نے اس کے بال پکڑ کر میرے حوالے کر دیئے۔ میں نے اسے دروازے پر باندھ دیا اور اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے مجھے بتایا اے بوعلی تو

خود تکلیف نہ پہنچا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لشکر کے فرد ہیں۔ تو ہمیں کم نہیں کر سکتا۔

حضرت خواجہ محمد نوری علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ فرمایا ایک روز نفس لومڑی کے بچے کی شکل میں میرے باڑے سے برآمد ہوا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ نفس ہے۔ میں نے اسے اپنے پاؤں کے نیچے گرا دیا۔ لاتوں سے مارنے لگا۔ وہ موٹا اور طاقتور ہوتا گیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ہر چیز زخم و رنج سے ہلاک ہوتی ہے لیکن تو تکلیف و درد سے موٹا اور طاقتور ہو رہا ہے وجہ کیا ہے؟ نفس نے بتایا کہ میری پیدائش اس قسم کی ہوئی ہے کہ جو دوسروں کے لئے رنج و درد کا موجب ہے وہ میرے لئے راحت و آرام دہ ہے۔

شیخ ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اپنے گھر میں داخل ہوا دیکھا کہ زرد رنگ کا کتا اندر موجود ہے۔ جونہی میں نے اسے بھگانے کا قصد کیا تو وہ میرے دامن کے نیچے آ کر غائب ہو گیا۔

شیخ ابوالقاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے نفس کو سانپ کی شکل میں دیکھا ہے۔

ایک دوسرے درویش نے بتایا کہ میں نے نفس کو چوہے کی شکل میں دیکھا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں عقلمندوں کو ہلاک کرنے والا ہوں اور دوستوں کو نجات دینے والا۔ اگر میں اُن کو تراشوں تو میرا وجود آفت ہے۔ وہ اپنی پاکیزگی اور طہارت پر نازاں و مغرور ہوں اور اپنے افعال پر عُجب و تکبر کرنے لگیں۔ جب طہارت و صفا اور سیر اور نورِ ولایت کے باوجود طاعت پر استقامت کے ساتھ تکبر کرے۔ سرکشی اور سرفرازی ان میں پیدا ہو جائے۔ پھر جب مجھے اپنے دو پہلو کے درمیان پھینک دیں تو وہ سب پاک ہو جائیں گے۔

یہ ساری حکایات دلیل ہے کہ نفس عین ہے نہ کہ صفت۔ اس کی عینیت آفت ہے اور اس کے اوصاف بھی۔

طالبان راہ طریقت کے حق میں سمجھتا ہوں کہ نفس کی پہچان حاصل کریں پھر ریاضت سے

اس کو درست کیا جا سکتا ہے۔ اے عزیز! جب تو نیک نگاہ پیدا کر لے گا۔ دراصل تمام فتنے، پشیمانیاں، خواری، ہلاکت، گناہ اور آفتیں جو مخلوق کو پیش آتی ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت کے روز تک سب کچھ نفس کا کیا دھرا ہے۔ جو بھی کوئی مصیبت میں پھنسا ہے نفس کے سبب سے پھنسا ہے۔ اس کی دشمنی اِس طریقے سے ہے۔ تو عقلمند آدمی پر واجب ہے کہ وہ اس پر قہر کرے اور اس سے نجات حاصل کرے۔

صوفی علماء نے کہا ہے کہ نفس کو نرم کرنے کے لئے تین چیزیں درکار ہوتی ہیں ایک یہ ہے کہ شہوتوں اور لذتوں سے اسے باز رکھا جائے کہ سرکش ہونے کا خطرہ ہے۔ جب اسے چارہ نہیں ملے گا تو نرم ہو جائے گا۔ دوسرا یہ کہ اسے عبادت کے ذریعہ قابو کیا جائے۔ جیسا کہ گدھے پر زیادہ بار (بوجھ) لادا جائے تو نرم ہو جاتا ہے۔ خاص کر اس کا چارہ کم کیا جائے۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا میں مدد مانگو۔ ورنہ اس کے شر سے نجات نہیں ملے گی۔ جب تو ان تین چیزوں پر دائمی طور پر عمل کرتا رہے گا تو تیرا سرکش نفس تیرا فرماں بردار بن جائے گا۔ لگام کو قبول کر لے گا۔ اس وقت فوراً جلدی کر۔ اس (نفس) کے سر پر تقویٰ کا بار رکھ دے تا کہ نفس کے شر سے تو محفوظ ہو جائے۔

اور مشائخ صوفیاء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک تقویٰ کے تین منازل ہیں۔ پہلا تقویٰ شرک سے دوسرا تقویٰ بدعت سے اور تیسرا تقویٰ معصیت و نافرمانی سے ہے۔

تقویٰ کا معنیٰ کفر سے پرہیز کرنا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ تقویٰ کی فرع یہ ہے کہ ہر اس چیز سے پرہیز کرنا جس سے تو ڈرتا ہے کہ اس کا ضرر (نقصان) اپنے دین میں نہ دیکھے۔ بیمار پرہیز کرنے والے کو متقی کہتے ہیں۔ مثلاً ہر وہ چیز جو کسی کو نقصان دیتی ہے پرہیز کرتا ہے۔ یعنی طعام شراب میوہ جات وغیرہ۔ پس تقویٰ مانع اور جامع پرہیز کرنے کو کہتے ہیں۔ ہر وہ چیز جو دین کو نقصان دے۔ اس کام میں غافل نہیں رہنا چاہیے کہ فرصت غنیمت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تو طلب کرے اور کامیابی نصیب نہ ہو۔ اس فرصت کو غنیمت جانو۔

اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا تین روزہ ہے۔ ایک روز گزر

چکا جس سے تجھے کوئی چیز ہاتھ نہیں آئی۔کل کا تجھے علم نہیں کہ تو کچھ حاصل کرے گا یا نہیں۔تیسرا دن وہ ہے کہ جسے تو جانتا ہے کہ وہ تیری وسعت میں نہیں ہے۔اسی کو غنیمت جان۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا تین ساعت سے زیادہ نہیں ہے۔ دوسری ساعت کا تمہیں علم نہیں کہ پاؤ یا نہ پاؤ۔اور تیسری ساعت ہے تو اسے پائے بھی لیکن وہ بہت تیز ہے۔تیری عمر کی نسبت ایک ساعت ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ دنیا ایک نفس یعنی ایک سانس ہے۔ایک سانس تو گزر چکا اور جو تو نے کیا وہ بھی گزر چکا۔اور دوسرا سانس آنے والا ہے اسے تو نہیں جانتا کہ تو اسے پاسکے گا یا نہیں۔تیسرا سانس وہ ہے جو تو نے اندر لیا ہے اس طریقہ پر جلدی نکال سانس کو تاکہ دوسرے سانس تک نہ پہنچیں۔پس تو سانس کا مالک نہیں ہے۔مگر ایک سانس لینے میں جلدی کرکہ اس سانس میں توبہ اور طاعت کرلے کہ تو دوسرا سانس نہیں لے گا اور رزق کے لئے غمگین نہ ہو۔جس وقت تو محتاج ہو اور مرجائے۔

حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ نے اخلاق کے بیان میں اسی طریقے پر وعظ فرماتے تھے کہ اے حاضرین آگاہ رہو کہ اخلاق کو پاکیزہ کرنے کے لئے اور گنہگارانہ صفات کو پسندیدہ صفات میں تبدیل کرنے کے لئے روز بروز ہمہ تن کوشش کرنا چاہیے۔اس حقیقت کو بزرگ جانتے ہیں اور بے کار سمجھ کر غفلت کے تحت اس کام کو چھوڑ دینے سے عظیم مصیبت درپیش ہوگی۔نعوذ باللہ منہ۔

بہت سارے درندوں کی دنیا میں کچھ وحشی حیوانات ہیں جن میں سیفی رنگ ہوتا ہے۔ان میں سے کچھ آدمیوں میں بھی موجود ہوتی ہیں جو بھی درندگی کی صفت آدمی میں غالب ہوگی کل یوم قیامت اسی صفت پر حکم جاری ہوگا،اسی صورت کا حکم ہوگا۔اگر کسی کی رعونت کی وجہ سے صفت غضب غالب آئی ہوگی تو اسے قیامت میں بصورت سگ حاضر کریں گے۔اگر صفت شہوت غلبہ کرے تو کل قیامت میں اسے بصورت خوک (سور) حشر کریں گے۔اگر کسی کو سختی وشدت کا

غلبہ ہو تو اسے قیامت میں اس کا حشر شیر کی صورت میں ہوگا۔ اگر کسی پر چاپلوسی کی صفت غالب ہوگی تو قیامت میں بصورت لومڑی اس کا حشر ہوگا۔ اور باقی صفات کو اسی طریقے پر قیاس کر لو۔ اسی نظریئے کو ثابت کرنے کے لئے حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو قیامت میں فرشتے سیر کے لئے دوزخ لے گئے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا یااللہ! کہ اس سے بدترین و بدنصیب جگہ کون سی ہوگی کہ میں بھی حاضری میں کھڑا ہوں اور میرا باپ جو کافر تھا وہ بھی دوزخ میں ہے۔ آخر میں نے دنیا میں عرض نہ کیا تھا کہ '' لَا تُخۡزِنِیۡ یَوۡمَ ''(الشعراء، آیت ۸۷) اے اللہ! تو مجھے قیامت میں رسوا نہیں کرنا۔

تب وہ آدمی کی ظاہری صورت اختیار کرلے گی اور غیب سے آواز آئے گی۔ کہے گا'' کہ اے خلیل اللہ! تجھے اس گفتگو سے کیا سروکار ہے اور کیسا تعلق ہے۔''

سگِ اصحاب کہف کو آدمی کی صورت عطا ہوگی اور آدمی کی شکل میں لایا جائے گا کہ وہ سگ صورتاً اور سیرتاً بھی آدمی صفت ہوگا اور اس کو آدمی صورت بنانے کے بعد گفتار کی صفت مل جائے گی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صورت اور شکل کا کوئی اعتبار نہیں ہے صورت میں آدمی گدھا، کتا اور پتھر برابر ہیں۔ جہلاء کے نزدیک صورت و شکل کی اہمیت ہے۔ کہتے ہیں:

مرد صورت پرست کس نبود
ہوشِ او جز سوئے ہوس نرود
ہیچ معنی ندیدہ ام زخساں
گر تو دیدۂ سلام ھا برساں

ترجمہ: مرد صورت پرست انسان نہیں ہوتا۔ اس کی عقل خواہش کی شکار ہوتی ہے۔ میں نے جہلاء سے کوئی عقلمندی نہیں دیکھی۔ اگر تو نے دیکھی ہے ہمارا اسلام پہنچا۔

تعارض اولیاء کا بیان

منقول ہے کہ ایک درویش نے حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کی خدمت ایک سوال عرض کیا کہ اولیاء اللہ آپس میں نفس رانی (تعارض) کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ نفس رانی کا تعلق انسانی نفسیانیت سے ہے اور اولیاء اللہ اس فعل بد سے پاک ہیں۔ مگر بارہا ایک دوسرے سے تعارض کرتے رہے ہیں۔ اس عمل کو صوفیاء کرام تعارض کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس کو نفس رانی نہیں کہتے۔

چنانچہ حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ بارہا ارشاد فرماتے رہے ہیں کہ حضرت احمد جام زندہ پیل اور حضرت مودود چشتی رضی اللہ عنہما سے ایک دفعہ معارضہ ہوا تھا جب کہ شیخ الاسلام احمد جام زندہ پیل علیہ الرحمہ مزارات چشت مبارک کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اسی جانب حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کثیر کے ساتھ بھی تشریف لے آئے۔ راستے میں ملاقات ہوگئی جب کہ باہم دگر ایک دوسرے سے معارضہ بھی تھا اس کا مفصل ذکر حضرت صاحب ملفوظات اور نفحات الانس صفحہ ۳۶۲ میں حضرت جامی علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے۔ ایک اور معارضہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے مابین ہوا تھا۔ واقعہ تعارض اس طرح منقول ہے کہ ابوالمظفر تاجر بغدادی حضرت شیخ حماد علیہ الرحمہ کی خدمت میں گیا اور عرض کیا کہ یاسیدی قافلہ تیار ہو کر شام کی طرف روانہ ہونے والا ہے کیا میں بھی جاؤں؟ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا نہ جانا۔ قتل کیا جائے گا اور مال بھی ضائع ہو جائے گا، وہ شیخ علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے غمگین لوٹ رہا تھا کہ راستے میں حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو پایا۔ اپنا ارادہ اور وہ ماجرا جو شیخ حماد علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا۔ وہ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ سے بیان کیا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ سفر کرو۔ سالم و غانم بہت نفع حاصل کر کے واپس آ جاؤ گے۔ میں ضامن ہوں، چنانچہ تاجر نے سفر کیا اور شام پہنچ گیا۔ سامان تجارت کو کثیر منافع میں بیچا۔ اس نقدی سے جواہر اور زر حاصل کیا اور ہمیان تیار

کی۔قضاء حاجت کے لئے شام کے ایک سقایہ (حمام) پر گیا اور ہمیاں (اشرفیوں کی تھیلی) کو وہاں بھول آیا۔اپنے قیام گاہ پر آیا۔نیند کے غلبہ کی وجہ سے سو گیا۔خواب دیکھا کہ میں ایک راہ پر جا رہا ہوں کہ رہزن آئے ہیں اور میرے قافلے کو لوٹ لیا ہے۔مجھے انہوں نے پکڑا ہے اور چھری سے میرا گلہ کاٹ دیا ہے۔اس کے بعد میں بیدار ہو جاتا ہوں۔زخم کا اثر اور خون اپنے گلے میں موجود پاتا ہوں۔جب میں بیدار ہوا تو اس لمحے مجھے مال سے بھری ہوئی ہمیاں یاد آئی۔فوراً سقایہ کی طرف دوڑا اور ہمیاں (اشرفیوں کی تھیلی) لے آیا۔وہاں سے میں وطن واپس آ گیا۔جب میں بغداد کے بازار میں گیا۔تو میں نے شیخ حماد علیہ الرحمہ کو دیکھا تو ان کے قدم بوس ہوا۔فرمایا مجھ سے کیوں ملتا ہے۔شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ ان کے قدموں پر فدا ہو۔مجھ سے اپنی ارادت کو ختم کرو۔مقصد حق تعالیٰ کے بازار سے مانگ کہ تیری تمام آفت بتدیل ہو چکی۔تیرا مال ضائع نہ ہوا۔بیداری میں مصیبت آنی تھی وہ خواب میں بدل گئی۔(بہجۃ الاسرار،ص ۷۴-۷۵)

حدود ولایت اولیاء

منقول ہے کہ ایک طالب علم نے حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔کیا علاقہ ہر ایک ولی اللہ کے لئے مقرر ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں پڑھا ہے کہ عبداللہ نامی قوال گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔چند روز کے بعد رخصت مانگی کہ وہ واپس ملتان جانا چاہتا ہے۔خدمت اقدس میں دعاء اور خیریت کی درخواست کی کہ اکثر ملتان کی راہ میں رہزنوں کا خوف غالب رہتا ہے۔حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ کا علاقہ مقرر ہے۔اُس علاقہ کی نگرانی اُن سے متعلق ہے۔

القصہ قوال مذکور اس حوض پر پہنچا جہاں سے ملتان کی سرحد شروع ہوتی ہے۔اس کا

تعلق شیخ الاسلام علیہ الرحمہ سے تھا۔ حوض کی جانب سے سونتی ہوئی تلوار کے ساتھ رہزن نمودار ہوئے۔ اس وقت اس شخص کو حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ کا فرمان یاد آیا تو حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں درخواست پیش کی کہ یہ زمین حضرت والا کے ذمۂ حفاظت ہے۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے چور جو سرکشی کرنے لگے تھے حمایت کرنے لگے۔ چند روز کے بعد عبداللہ قوال ملتان پہنچ گیا۔ حضرت بہاء الدین علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ اس واقعہ سے معلوم ہو گیا کہ حدود ولایت ہر ایک ولی اللہ کی مقرر ہے۔

اسی طرح کی ایک اور حکایت حضرت قدوۃ الکبریٰ بیان فرماتے تھے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی رضی اللہ عنہ ملتان شہر کی ایک مسجد میں قیام فرما ہوئے۔ حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمہ نے نور ولایت اور فراست سے معلوم کیا۔ اپنے خادم کو حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں بھیجا۔ محافہ یعنی ڈولی میں موصوف کو سوار کر کے حضرت بہاء الدین علیہ الرحمہ کی خانقاہ لائے گئے، آپ کی ضیافت و مہمانداری پوری کوشش سے کی گئی۔ تین روز کے بعد خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ دعوت بے نمک ہے۔ حضرت شیخ الاسلام بات کی رمز کو سمجھ گئے کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سماع کے متعلق ارشاد فرما رہے ہیں۔ قوالوں کو حکم دیا اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ اور ان کے ساتھیوں کو خانقاہ میں لے آئے۔ خود شیخ الاسلام نے لاٹھی ہاتھ میں پکڑی اور خانقاہ کے دروازے پر دربانی کے لئے کھڑے ہو گئے۔ قوالی شروع ہوئی، قوالی سے محظوظ ہو کر خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کو حالت ظاہری ہوئی یعنی وجد آ گیا۔ در و دیوار پر وجد کے اثرات نمودار ہوئے۔ حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمہ کے اصحاب و متعلقان نے عرض کیا کہ شیخ الاسلام کی خانقاہ میں خلاف شریعت کام ہو تو اسے کیونکر جائز قرار دیا جائے۔ حضرت بہاء الدین زکریا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ لوگ (متعلقین خانقاہ) کس قدر دیوانے ہیں اور دربان کون شخص ہے خود بہاء الدین زکریا ہی کر رہے ہیں۔ متعلقین خانقاہ کی زیادتی بڑھ گئی تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اگر تم

چاہوتو خانقاہ جاؤ اوران کو منع کرو۔ چنانچہ متعلقین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ کی مجلس سماع میں گئے اوران پر ایک ذوق وشوق طاری ہوا کہ جس کی مثال نہ تھی۔ جب ان کا طاری شدہ حال سے تنزل ہوا یعنی اپنی حالت میں آ گئے تو متعلقین نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت! ہمیں سلسلۂ (ارادت یعنی مرید بنانا) میں شامل کر لیجئے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ولایت کا علاقہ میرے بھائی بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو خانوادۂ سہروردیہ میں سے ہیں۔ اس جگہ مرید کرنا اور خلافت دینا ہمارے لئے لائق نہیں ہے۔ جب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ ہانسی کے قصبے میں پہنچے تو وہ جماعت جو ہمراہ تھی ان کو ارادت کے بندھن میں لیا اور مرید کیا۔ فرمایا کہ یہ مقام ولایت سہروردیہ اور چشتیہ کی سرحد ہے اسی لئے تم سب کو تکلیف دی گئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ چشتیوں کی ولایت قصبہ ہانسی تک ہے۔ (لطائف اشرفی دوم اردو، ص ۱۰۷)

کشف ارواح کا بیان

منقول ہے کہ حضرت صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک درویش کشف ارواح کا طلبگار ہوا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاء الدین بن ابراہیم عطا اللہ انصاری نے اپنے رسالے میں ان افکار، اشغال، طریقے اور آداب کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی نسبت سلسلہ قادریہ سے ظاہر کی ہے۔ کشف ارواح اور اس کے طریقوں کے بارے میں جو لکھا ہے ان میں سے ناظرین کے لئے پیش ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ باوضو ہو کر بیٹھے اور مراقبہ کرے۔ دوسرا یہ کہ حمد کہے یا محمد و یا محمد بائیں طرف اور دل میں یا مصطفی کہے۔ پھر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شروع کرے۔ تمام اولیاء کا کشف ہو جائے گا۔ تمام ملائکہ مقربین کے اسماء بھی یہی تاثیر رکھتے ہیں۔ وہ ہیں یا جبرئیل یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چار ضربی۔

یا شیخ یا شیخ کو ہزار بار کہے اور حرف یا کو دل سے شروع کر کے داہنے جانب لے جائے

اور لفظ شیخ کو دل پر ضرب لگائے اور مراقبہ کا ذکر اس طرح فرمایا کہ مراقبے کے کلمات جو کلام مجید کا ہر کلمہ اور آیت توحید کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔

مثلاً درج ذیل آیات:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا (سورۃ حدید، پارہ ۲۷، آیت ۴)

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورۃ بقرۃ، پارہ ۱، آیت ۱۱۵)

اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى (سورۃ علق، پارہ ۳۰، آیت ۱۳)

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (سورۃ قٓ، پارہ ۲۶، آیت ۱۵)

وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٍ۔ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (سورۃ ذریات، پارہ ۲۶، آیت ۲۱)

اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (سورۃ شعراء، آیت ۶۲)

اللہ حاضری اللہ ناظری۔ اللہ شاہدی اللہ مُعِی اور اسم ذات اللہ جیسے کلمات کہے۔

اور مراقبہ: یَاحَیُّ یَا قیوم اور یَا اَنِیْسُ ۔ دل میں تصور کرے۔

مراقبہ جمیع اسماء حسنیٰ پر اور مراقبہ تلاوت قرآن۔ اپنی فناء کے تصورات کو مراقبے کے رمزوں میں اہم ترین سمجھا گیا ہے اور وہ ہے ہستی یعنی وجود حق کا اثبات اور اپنی ہستی وجود کی فنا اور پوری کائنات کے وجود کی فنا۔

پس جہاں بھی رہے اسم اللہ کو باطن میں کہے تا کہ دل کی صفائی حاصل ہو اور مراقبہ کا مطلب ہے کہ دل کی نگہبانی کرے، دل کو حق کی طرف متوجہ کرے اور غیر حق کو باطن میں جگہ نہ دے۔

باب پنجم

سیاحت کے بعد رودلی شریف میں قیام کا ذکر

منقول ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کے دادا حضرت نظام الدین علیہ الرحمہ جونپور میں قیام فرما رہے۔ اپنی پوری زندگی اسی جگہ گزار دی تھی اور حضرت صفی الدین کے والد گرامی شیخ نصیر الدین علیہ الرحمہ کسی نامعلوم وجہ سے اپنے والد گرامی کی معیت (ساتھ) کو چھوڑ کر سلطان شرقی سے ملے اس نے آپ کی عیال داری (بال بچوں) کی خاطر ردولی صوبہ کے حاکم کو لکھا کہ اس بزرگوار کی معاش کے لئے کوئی حکم نامہ جاری کر دیں۔ چنانچہ موضع ردولی کی جاگیر عطا ہوئی۔ معاش بلا مطالبہ حاصل ہوتی رہی۔ مدت دراز تک یہ موضع حضرت علیہ الرحمہ کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔ سلاطین کے حادثات میں وہ موضع ضبط ہوگیا۔

قاضی رضی الدین علیہ الرحمہ حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی قصبہ ردولی کے قاضی یعنی جج مقرر ہوئے۔ ردولی میں قیام اور وطن اختیار کرنے سے جونپور کی رہائش ترک ہوگئی۔

حضرت صفی الدین علیہ الرحمہ بیعت ہونے سے پہلے اور بیعت کے بعد کافی مدت کثیر علاقوں کی سیر وسیاحت میں گزارے۔ جب سیر وسیاحت سے دل بھر گیا تو تنہائی وگوشہ نشینی اختیار کرلی اور ردولی لوٹ آئے۔

منقول ہے کہ حضرت صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کا شمار شروع شروع علماء کبار میں تھا۔ سالہا سال سے درس وتدریس اور اشاعت علم میں مشغول رہے۔ آخر میں قدوۃ الکبریٰ سید

اشرف جہانگیر السمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست فیض پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ اپنے کریم پیر کی ہدایت پر سلوک کی راہوں میں مشغول ہو گئے۔ کثیر تعداد میں ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ لیکن وہ روحانی ذوق مشام جان تک نہ پہنچا۔ محبوب حقیقی کی شدید طلب پر اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت میں شکایت کی۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمہ نے حکم فرمایا کہ درس و تدریس کو ترک کر دو اور علم ظاہر کو چھوڑ دو اور کتابوں کو اپنی ملکیت سے خارج کر دو۔ حضرت نے اپنے پیرو مرشد کی ہدایت پر عمل کیا۔ مگر چند کتابیں اور وہ کتابیں جو سالہا سال کی محنت سے تصنیف کی تھیں ان کو اپنے پاس رکھ لیا۔ اب بھی اسی طرح معرفت و روحانیت کے اسرار موقوف رہے اور حجابات نہ ہٹے۔ ناچار دوسری بقیہ کتابوں کو بھی ہٹا دیا۔ اپنی کتابوں کو دور کرنے کے وقت غم سے اشکبار ہوئے۔ اسی وقت ضمیر ماسوا اللہ سے پاک ہو گئی۔ دل میں علم معرفت جاگزیں ہو گیا۔ یہاں تک کہ مرتبہ تکمیل وارشاد سے سرفراز ہوئے۔

عصا کی کرامت

منقول ہے کہ ایک وقت حضرت صفی الدین علیہ الرحمہ قاضی محمد اور دوسرے برادران طریقت کو ملنے کے لئے قصبہ سدھور تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت ایک گاؤں سے گزر ہوا جو ردولی سے مغربی سمت صحرا میں واقع تھا جس میں چند گھر خس و خاشاک (گھاس وغیرہ) پوش آباد تھے۔ وہاں ایک مقام میں حضرت نے اپنا عصا مبارک نصب فرمایا۔ مدت تک وہ عصا مبارک اپنی جگہ برقرار رہا۔ ہر شخص کا یہ خیال رہا کہ عصا فقیر کا نصب کردہ ہے اسے نہ چھیڑا جائے۔ چنانچہ کسی نے نہ چھیڑا۔ وہ جگہ خوشگوار ہو گئی۔ لوگوں کو بھلی لگی۔ طریقت والوں نے وہاں اربعین (چلہ کشی) کے اعتکاف کئے۔ جب حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے نواسے شیخ عبدالصمد وہاں وارد ہوئے تو ایک روحانی اور خوشگوار پر کیف منظر کو پایا تو اس گاؤں کا نام عصا مئو رکھا۔ اب تک (مصنف رسالہ ہذا کے زمانے تک) یہ گاؤں برکت سے بھرپور، سعادت سے معمور اور نعمتوں سے آباد عصا مئو کے نام والا آسو مئو زبان زد عوام ہے۔ حضرت کی اولاد

اسی قصبے میں ہے اور اس کے متصل دوسرے گاؤں بھی حضرت علیہ الرحمہ کی اولاد آباد ہیں۔

سماع کا بیان

منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ مولانا کریم الدین علیہ الرحمہ کے گھر میں اپنے دوستوں کی مجلس میں جلوہ گر تھے۔ اسی دوران سماع کا ذکر چل نکلا۔ حضرت مولانا سماء الدین علیہ الرحمہ خلیفہ حضرت قدوۃ الکبریٰ نے سماع کے تعلق سے پوچھا؟ حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ حضور قدوۃ الکبریٰ کی بارگاہ میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ہر مسئلہ جو مختلف فیہ ہے۔ اس کی حلت وحرمت میں دلیرانہ طور پر دم نہ مارا جائے۔ ایسے مختلف فیہ مسائل میں سماع کا مسئلہ بھی ہے کہ مطلقاً اس پر حرام وحلال کا حکم نہ لگایا جائے۔ البتہ قیود کے ساتھ حکم لگایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ سماع علی الاطلاق نہ حلال ہے نہ حرام۔ جب تک کہ نہ جانے کہ سماع کیا ہے؟ اور مستمع یعنی سماع سننے والا کون ہے؟ اور یہ پیر یعنی اسرارِ الٰہی کا رہنما ہے اور انوار لامتناہی کا نور ہے۔ کون سعادت مند ہے جس کا دل مطلع خورشید سماع ہوا اور اس کا محبوب استماع کا جلوہ گاہ بنا۔
(لطائف اشرفی حصہ دوم اردو، ص ۹۲)

عشق درپردہ می نوا سازد
عاشقے گو کہ بشنوہ آواز

ترجمہ: عشق پردہ میں آواز پیدا کرتا ہے اور عاشق گو کہ صرف آواز سنتا ہے۔

ہمہ عالم صدائے نغمہ اوست
کرا شنید این چنیں صدائے راز

تمام عالم اس کے نغمہ کی صدا ہے۔ کس کو سنائی دیتی اس جیسی راز کی صدا۔
عالم جاں باز اور عارف محرم راز کو چاہیے کہ سماع کو غور سے سنے۔

لِاَنَّ السَّمَاعَ اَمْرٌ حَقِّیٌّ وَ نُوْرٌ جِلِیٌّ وَ سِرٌّ عُلِیٌّ اَلَمْ یُطْلِعْ عَلَیْهِ الْمُحَقِّقُوْنَ

الرَّاسِخُوْنَ الرَّبَّانِیُّوْنَ وَاصِلُوْنَ الْعَارِفُوْنَ اللهَ بِاللهِ وَ لَهُمُ الذَّوْقُ اِبْتِدًا وَالرَّبُّ اِنْتِهَاءً ا

اس لئے کہ سماع پوشیدہ معاملہ ہے۔ظاہر و باہر نور ہے اور اعلیٰ درجہ کا راز ہے۔اس پر محقق راسخ، ربانی اور واصل مطلع نہیں ہیں۔اللہ کی قسم ذوق شروع میں رب تعالیٰ آخر میں اُن کو نصیب ہے۔

حضرت سلطان المشائخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ سماع چار قسم ہے۔اول حلال کہ سننے والے کی تمام توجہ جانب حق ہو اور مجازی طرف ہر گز اس کی توجہ نہ ہو۔دوم مباح کہ سننے والے کی توجہ حق کی طرف زیادہ ہو اور مجازی طرف قدرے کم۔

سوم مکروہ کہ اس کا میلان مجازی طرف زیادہ ہو بنسبت حق کے۔

چہارم حرام کہ اس کا میلان مجازی طرف کلیتہً ہو اور حقیقت کی طرف دھیان تک نہ دے۔
(لطائف اشرفی حصہ دوم اردو، ص ۹۷)

اسی سلسلے میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ صوفیوں کی سماع کی مجلس میں سامعین کے ساتھ غنا میں حاضر تھا۔اسے غنا سے نہ ذوق اور نہ ہی لذت حاصل ہوئی۔اس کے علاوہ صوفیوں کو وجد کی کیفیت طاری ہوئی کہ اُن کو اپنی ہستی کی خبر تک نہ ہوئی۔اس نے اپنے پیر طریقت سے عرض کیا کہ مجھ پر سماع کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔موصوف پیر نے ارشاد فرمایا کہ کتاب سماع جو عبدالرحمٰن سلمی نے جمع کی ہے اس میں پڑھا ہے۔سماع میں ہر شخص کا کوئی مرتبہ ہے اس کا ذوق سماع سے اس کے مرتبہ کی مقدار مقرر ہے۔سماع کی اصل آفتاب کی مانند ہے کہ وہ ہر چیز پر چمکتا ہے۔کسی کو جلاتا ہے اور کسی کو روشن کرتا ہے۔کسی کو نوازتا ہے اور کسی کو چھوڑ دیتا ہے،بعض وہ مرتبہ جو حالت بے خبری اور بے ہوشی میں اس طرح ہے کہ ڈھول کی تھاپ اور قول پر رقص کرتے ہیں۔اس کی دو صورتیں نغمہ قوال اور تھاپ کو جانتے ہیں۔فرمایا کہ مرد جب اپنی نفسانی قوتوں اور دل کے خیالات سے بے خبر ہوتا ہے۔اس کا دل روشن تر اور قوی تر ہو جاتا ہے جب نفس قوی ہوگا اور دل روشنائی پائے گا۔ضرب سماع اور گانے والا کے طریقے کو جانے گا۔اگر

ایک گروہ سماع میں مبتلا ہوا ہے۔ اگر تجھے اس سے نصیبہ نہیں ملا تو نہ ملے۔ شرط نہیں ہے کہ اپنے صحو (باہوشی) کے ہوتے ہوئے ان کے سکر (نشہ) کو نہ جانے۔ ہر وقت نیاز مند رہو اور سلطان وقت کو تمکین (محفوظ) کرو تاکہ اس کے برکات تجھے نصیب ہوں۔

حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سماع کی شرط یہ ہے کہ اس میں تین چیزوں کا خیال رکھے۔ یعنی مکان، اخوان اور زمان۔ مکان مشائخ کی قیام گاہ یا پاکیزہ جگہ، کشادہ اور روشن ہو۔ اخوان احباب فقیر، اہل تمیز و صحبت یافتہ ہوں اور زماں سے مراد کہ دل تمام اشغال سے خالی ہو، آداب سماع یہ ہیں کہ جب تک ذوق سماع پیدا نہ ہو، نہ سنے۔ اور سماع کی عادت بھی نہ بناؤ۔ حالت سماع میں کسی کو نہ دیکھے اگر کوئی مساعدت (مدد) کرے، اسے منع نہ کرے۔

مزید آداب سماع یہ ہیں کہ سر جھکا کے رکھیں ادھر اُدھر کسی کو نہ دیکھیں اور ہاتھ و سر کو نہ ہلائے۔ پورا دل حق تعالیٰ میں مشغول رکھیں۔ اس بات کی امید رکھ کہ کب غیب سے سماع کے سبب سے کوئی کشف و فتوح آئے۔ جب کسی شخص کو وجد کے غلبات سرزد ہو جائے، اگر دستار اترنے لگے اسے ہاتھ سے پکڑ لے۔ یہ سب اگرچہ بدعت ہیں کہ صحابۂ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم نے نہیں کئے لیکن ایسی بدعت نہیں ہے کہ کرنا چاہیئے۔ بہت سی بدعتیں اچھی بھی ہوتی ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رمضان مبارک میں تراویح باجماعت پڑھنے کا عمل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا ہے۔ البتہ یہ بدعت بھلائی کی حامل ہے اور بدعت مذمومہ وہ ہے جو سنت طیبہ کے خلاف ہو اور حسن خُلق کی رو سے لوگوں کے دل خوش رکھنے کیلئے جس میں شریعت مطہرہ اور حکم شریعت کو نقصان نہ پہونچے۔ محمود اور پسندیدہ عمل ہے۔ ہر قوم عادل اور ہر طاقتور بھی عادل ہو۔ ان لوگوں کے ساتھ مخالفت کرنا اُن کے اخلاص میں بدخوی دشمنی ہوگی۔

شریعت کا فتویٰ یہی ہے۔ خَالِقُوا النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ۔ ہر کسی کے ساتھ زندگی اس کی عادت و خوئی کے موافق کریں۔

چوری کا دستیاب ہونا

منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ جامع مسجد ردولی شریف میں جلوہ گر تھے کہ ایک بوڑھی عورت روتی ہوئی آئی۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضور! میں غریب نے چند ٹکے (روپیئے) اپنی محنت چرخہ چلانے اور چکی پیسنے سے جمع کی ہوئی تھی۔ اپنے گور وکفن کے لئے پونجی بنا رکھی تھی کہ مرنے کے وقت تجہیز وتکفین کے کام آئیں گے۔ ایک روز چور رات کے وقت ساری جمع پونجی چرا کر لے گیا۔ ہر چند چوروں کا کھوج لگاتی رہی لیکن پتہ نہ مل سکا۔ پریشان ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں کہ آپ لوگ مقبول بارگاہ لم یزل ہو۔ دعا فرماؤ کہ گم شدہ مال مجھے واپس مل جائے۔ حضرت مخاطب ہوئے کہ وہ خشت (اینٹ) جو مسجد کے صحن میں رکھی تھی کی طرف نگاہ فرمائی اور حکم دیا کہ ان میں سے ایک خشت (اینٹ) کو گھماؤ کہ وہ گمشدہ مال واپس لادے گا۔ انشاء اللہ

بوڑھی خاتون تعمیل ارشاد کرتے ہوئے اپنے گھر چلی گئی۔ دوسرے دن وہ بوڑھی خاتون خوش وخرم آئی۔ کچھ کھانے وغیرہ کا سامان گلگلے ساتھ لائی۔ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ ماجرا عرض کیا کہ رات کے وقت کوئی شخص میرا مال گھر کے صحن میں چھوڑ گیا ہے۔ شکرانہ کے طور پر یہ طعام پیش خدمت لائی ہوں۔ قبول فرمائیے۔ کسی نے حاضرین میں سے کہا کہ اس طعام کو کھانا رشوت کی مانند ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تحفہ لے رہا ہوں۔ چنانچہ اس طعام سے ایک لقمہ اپنے منہ مبارک میں ڈالا اور باقی کو حاضرین میں تقسیم فرما دیا۔ اس کے بعد یہ عمل اس علاقے میں جاری رہا کہ جس کسی کی بھی کوئی چیز گم ہوتی ہے وہ خانقاہ شریف میں آتا ہے اور خشت (اینٹ) کو گھماتا ہے۔ گم شدہ مال مل جاتا ہے۔ اُسی طرح گلگلے لاتا ہے۔ اور بزرگوں کی نیاز دیتے۔ عوام وخواص میں یہ گلگلے بہ گلبریا مشہور ہیں اور عرس کے روز یہ گلبریا فاتحہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور مجلس عرس میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ سلیمان انصاری کا ذکر

منقول ہے کہ حضرت صفی الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قصبہ جائس کے اکثر لوگ حضرت مخدوم سلیمان ردولی خلیفہ حضرت نصیر الدین علیہما الرحمہ ہی کے عقیدت مند و مرید تھے۔ آپ حضرت خالد بن ولید ملقب بہ سیف اللہ رضی اللہ عنہ کی نسل پاک سے ہیں۔ آپ علم ظاہری و باطنی، تصرف کرامات کی صفات کے جامع تھے۔ خوارق عادات مثلاً احیاء ولایت صادر فرماتے تھے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ اِنَّ الشَّیْخ یُحْیِی وَ یُمِیْتُ کہ شیخ علیہ الرحمہ زندہ کرتے اور مارتے ہیں۔ اس بارے میں دلیل و ثبوت لاتے ہیں۔

ایک روز چند آدمی حاضری کی رسم کے طور قصبہ جائس سے مرید ہونے کے لئے حضرت شیخ زکریا بن شیخ سلیمان سجادہ نشین کی بارگاہ میں آئے اور بیعت کا عرض کیا۔ شیخ علیہ الرحمہ نے جواب فرمایا کہ تمہارا نصیب اس وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔

اور یہ حضرت سیدی صاحب کمال بزرگ عالی جناب یعنی قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ۔ یہ ولایت ان کے حوالے ہوئی ہے۔ تمہارے مرید ہونے کا نصیب ان کے پاس ہے۔ حضرت مخدوم شیخ سلیمان اور شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہما کی مرقد یعنی قبریں مبارک قصبہ ردولی میں موجود ہے۔ ان کی اولاد کے لوگ صاحب حال ظاہر ہوئے ہیں۔ (مرآۃ الاسرار اردو ص ۳/۱۰۰۲)

ذکر شیخ سیاح سہروردی علیہ الرحمہ

منقول ہے کہ بندگی شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ کیا حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ شیخ صلاح صوفی اور سیاح سہروردی علیہما الرحمہ کے مزارات کی زیارت کرتے رہتے ہیں۔ جو قصبہ ردولی میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ نیز کیا قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمہ ان کی زیارت کی تاکید کرتے ہیں۔ ان بزرگوں کی کیفیت و حال معلوم ہوں تو بیان فرمائیں۔ ارشاد ہوا کہ شیخ صلاح صوفی علیہ الرحمہ سلطان علاؤ الدین خلجی کے عہد سلطنت میں کرمان کے علاقے سے ہجرت کر

کے ہندوستان آئے۔موصوف عارف اور صاحب اسرار تھے اور خرقہ خلافت اپنے بزرگ شاہ شجاع کرمانی سے حاصل کیا تھا۔

شیخ صلاح صوفی علیہ الرحمہ حضرت شیخ صلاح سیاح سہروردی علیہ الرحمہ کی محض محبت میں آئے جو قصبہ ردولی کے صاحب ولایت بزرگ تھے (مرآۃ الاسرار،ص ۸۲۷)۔اور شیخ داؤد حضرت مخدوم فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔موصوف موضع پالہی مئوعرف روضہ گاؤں کہ جو ردولی کے مغرب میں ہے، آسودہ ابدی خواب سو رہے ہیں۔ردولی کو اپنا وطن بنایا۔حضرت قدوۃ الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ شیخ صلاح صوفی علیہ الرحمہ نسب کے لحاظ سے سیادت کا شرف رکھتے ہیں۔بعض لوگ ان کو شیوخ میں شمار کرتے ہیں۔نورٌ علیٰ نُور۔دونوں حال میں مقبول ہیں۔کئی پشت تک سجادہ رہے ہیں۔اس کے بعد موصوف کے فرزند زمینداری سے کسب معاش کرنے لگے،سجادگی اور شیخوخت کو ترک کر دیا ہے۔

کافر پہلوان کا بیان

منقول ہے کہ ایک شخص رسن باز جس کو ہندی میں نَٹ کہتے ہیں۔یہ شخص کُشتی گیری کے فن کا ماہر تھا۔ہر علاقے وشہر کی سیر و سیاحت کرتا تھا۔جس شہر میں جاتا اس شہر کے پہلوانوں کو نیچا دکھاتا۔اتفاق سے ردولی میں وارد ہوا۔اپنے فن کا خوب مظاہرہ کیا کوئی شخص اس کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔

ایک روز سیر کرتا ہوا اپنے شاگردوں کے ساتھ صحرا میں نکل گیا۔حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پایا کہ درخت کے نیچے آرام کر رہے تھے۔جو اب تک موجود ہے۔اب اسی جگہ آپ کا مزار مقدس ہے۔دور سے دیکھا کہ ایک شخص روحانی شان وشوکت والا درخت کے نیچے آرام کر رہا ہے۔قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔حضرت اس کے احوال پوچھنے لگے۔تو کون ہے؟اور کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا میں جوگی ہوں اور کُشتی (پہلوانی) کا فن جانتا ہوں۔یہ سب میرے ہمراہ میرے شاگرد ہیں۔میں جس شہر اور قصبے میں گیا ہوں میرا مقابل کوئی نہیں آیا اور اس شہر میں بھی کوئی

مقابل نہیں ہے۔ حضرت شیخ صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس شہر میں کوئی نہیں ہے۔ بلکہ کئی لوگ ہیں کہ جو ناپاک لوگوں سے مقابل ہو سکتے ہیں اور یہ فن جو تو جانتا ہے اس شہر کے لوگ خوب جانتے ہیں۔ فن کار کافر نے عرض کیا کہ مجھے اُن لوگوں سے ملاقات کرائیں۔ تو آپ نے اس پاک درخت کی ایک شاخ کو جھکا کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور اس فنکار کو فرمایا کہ اس شاخ کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ میں آتا ہوں۔ اس فنکار کافر نے جب شاخ کو پکڑا تو شاخ بلند ہونا شروع ہوئی وہ کافر فنکار بھی شاخ کے ساتھ بلند ہوتا گیا۔ وہ کافر فنکار شاخ کو جھکا نہ سکا اور کھچاؤ کو قابو نہ رکھ سکا۔ جب شاخ بلند ہو کر اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئی تو اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی وہ فنکار کافر زمین پر آ گرا۔ اس کے تمام اعضاء ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو گئے۔

حضرت نے فرمایا کہ جب تو شاخ کو مضبوطی سے نہیں پکڑ سکتا تو جوانوں کے ساتھ مقابلہ کیونکر کر سکتا ہے۔ پھر وہی کافر رسن باز (نٹ)، جس کا سر غرور اور اپنی طاقت سے بھرا ہوا تھا، چند لمحات میں دارالبوار (ہلاکت گاہ) پہنچ گیا یعنی مر گیا۔ اس کے لاشے کو اٹھایا گیا۔ اس کے شاگرد روتے پیٹتے اس کو اسی مقام کے متصل زمین میں دبا دیا۔ اس کی لحد کا نشان اب تک باقی ہے۔ اسی زمانے سے عوام و خواص حضرت کو بابا شیخ صفی پہلوان کے نام سے یاد کرتے ہیں اور یہ حکایت چھوٹے اور بڑوں کی زبان زد اور عام ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الاحوال والصواب

باب ششم

حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کی شادی کا بیان

حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کی شادی اور فرزند ارجمند ابوالمکارم مولانا محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

منقول ہے کہ ایک روز حضرت شیخ صفی الدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ حضرت فائض الانوار شیخ داؤد خلیفہ حضرت فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے موضع پالہی مئو عرف روضہ گاؤں، جو دوکوس ردولی سے جانب مغرب واقع ہے، تشریف لے گئے۔ وہاں اتفاق سے ایک درویش جو قصبہ کے قاضی تھے، ردولی سے جانب شمال چارفرسنگ دریائے گھاگرا کے کنارے واقع ہے ملاقات ہوئی۔ قاضی صاحب نے حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کے ہمراہ ساتھیوں سے حالات علم و زہد، تقویٰ و تجرد کے اوصاف کا ذکر ہوا اور ان سے مشورہ کیا کہ میری ایک دختر بہت صاحب عصمت و عفت ہے۔ اگر اس شخص (صفی الدین) کے عقد ازدواج میں باندھا جائے، تو کیا یہ مناسب ہوگا؟ حضرت کے ساتھیوں نے قاضی صاحب کے اشارہ کی روشنی میں آپ کو یہ بات پہنچائی۔ آپ اگرچہ دنیا اور اہل دنیا سے دل برداشتہ تھے اور طبیعت تفرید کی طرف مائل تھی۔ پھر بھی پوری طرح شریعت کے متبع رہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "النکاح من سنتی" وارد ہے۔ لہٰذا اس کو منظور فرمایا۔ قصبہ میں تشریف لے گئے۔ اس سنت کی ادائیگی یعنی نکاح کر کے اپنی اہلیہ (زوجہ) کو ہمراہ لے کر ردولی تشریف لے آئے۔

حضرت محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کی ولادت

چند عرصہ کے بعد فرزند ارجمند سعید الفطرت حضرت بندگی مولانا ابو المکارم محمد اسماعیل علیہ الرحمہ مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۷۸۹ھ کو پیدا ہوئے۔ لطائف اشرفی میں لکھتے ہیں کہ حضرت قدوۃ الکبریٰ سلطان اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ ردولی میں تشریف لائے تو اس وقت حضرت بندگی محمد اسماعیل علیہ الرحمہ چالیس روز کے تھے۔ آپ کے والد گرامی مولود مسعود کو لے کر آپ کے قدموں میں رکھ دیا۔ حضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمہ حضرت شیخ اسماعیل علیہ الرحمہ پر بہت عنایت و توجہ فرمائی۔ ارشاد فرمایا کہ یہ مولود شریف ہمارا مرید ہے۔ صاحب کتاب لکھتے ہیں کہ بندگی محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کو قدوۃ الکبریٰ کے خلفاء کے زمرہ میں لکھا ہیں۔
(لطائف اشرفی اردو، ص ۷۱)

الغرض حضرت بندگی محمد اسماعیل علیہ الرحمہ نے اپنے والد بزرگوار کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی۔ صغر سنی میں ازلی سعادت اور جبلی استعداد کے تقاضے پر علم میں مشغول ہو گئے۔ دوسرے بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں تمام علوم شرعیہ سے فراغت حاصل کر لی۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل کو نصیحت

منقول ہے کہ حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ اپنے فرزند ارجمند کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر علم حاصل کرنے کا شوق ہے تو کم کھانا اور کم پینا اختیار کرو کہ اس عمل میں بہت فوائد موجود ہیں۔ یعنی طبیعت میں سستی و کاہلی پیدا نہ ہوگی۔ خواب غفلت زیادہ نہیں ہوگی اور کتاب رات کو پڑھا کر اس لئے کہ رات کا مطالعہ تمام دن پڑھنے سے زیادہ مؤثر ہے اور قوت حافظہ تیز اور طاقتور ہوتا ہے۔ حصول علم سے تو دنیا اور عقبیٰ میں محترم و معزز ہو جاؤ گے۔ مگر علم پر عمل پیرا (یعنی عمل کرو) ہو جا۔ علماء دنیا میں سے نہ بن۔ حضرت بندگی شیخ اسماعیل علیہ الرحمہ نے عرض

کیا کہ علماء دنیا اور علماء آخرت میں کیا فرق ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فرق یہ ہے جیسے خالص چاندی اور کھوٹی و ناقص چاندی میں فرق ہے۔ قدیم بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اَلْعَالِمُ بِلَا عَمَلٍ كَالْقَوْسِ بِلَا وَتَرٍ کہ عالم بلا عمل بغیر وتر کے کمان ہے۔ وَالْعَالِمُ بِلَا عَمَلٍ كَالْمِرْاٰةِ بِلَا صَيْقَلٍ یعنی عالم باعمل دھندلے آئینہ کی مانند ہے۔

علم کو جب تک عمل سے صیقل نہیں کرو گے احوال و مقامات کی بلندی نہیں دیکھ پاؤ گے اور لطائف قلبی نہیں بڑھا سکو گے۔ اسی سلسلے کی ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک عالم گزرے ہیں چار صندوق علمی کتب یاد کر رکھی تھیں۔ رات دن مباحثہ اور مذاکرہ میں گزارتے تھے لیکن اعمال میں غفلت برتتے۔ جب وہ فوت ہو گئے اسے خواب میں دیکھا گیا احوال پوچھا۔ جواب دیا۔ احوال کیا پوچھتے ہو۔ جس وقت سے میں مرا ہوں اسی وقت سے میں ویل (جہنم) کے کنویں میں پڑا ہوں۔

ہر عالم باعمل ندارد میل
بود جائے وے درتگ چاہ ویل

جو عالم عمل میں توجہ نہیں کرتا۔ اس کی جگہ وَیل کے کنویں کی تہ میں ہو گی۔

علم معاملات یعنی مجاہدات اور ریاضات کے لئے طہارت ہے۔ خصوصاً نماز کے لئے اور بھی عمل کے لئے ہے اس سے ناواقف نہیں ہونا چاہیے، چونکہ نماز بغیر طہارت نہیں ہوتی۔

علم نر آمد و عمل مادہ — دین و دولت بر او شد آمادہ
کاری علم بار برندید — تخم بے مغز ہم ثمر ندہد

علم نر ہے اور عمل مادہ ہے۔ دین و دولت اس کی طرف متوجہ اس سے پیدا ہوتی ہے۔ بے علم کا کام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوتا اور تخم (بیج) بے مغز ثمر لانے والا نہیں ہوتا۔

علم کی دو قسمیں ہے۔ اول کسبی جو استادوں سے لیا جائے۔ یا اُن کی تصنیف کتابوں کا مطالعہ کر کے حاصل کیا جائے۔ دوسرا علم قلبی ہے جو سینہ سے برآمد ہوتا ہے اور یہ علم تین قسم کا

ہے۔ایک وہ علم ہے جو درگاہ الٰہی سے رسولوں کے دلوں پر وارد ہوتا ہے۔اس علم کو وحی کہتے ہیں۔دوسرا وہ علم ہے جو اولیاء کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے۔اس علم کا نام الہام ہے۔تیسرا وہ علم ہے جو رسولوں کے واسطے سے پیرانِ طریقت کے سینہ میں پہنچتا ہے۔اور پیرانِ طریقت کے واسطے سے مریدوں اور رشد حاصل کرنے والوں کے سینہ میں پہنچتا ہے۔

اور اس حدیث کا معنی اسی مفہوم کے مطابق یہ حدیث ہے:

اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ (التدوین فی اخبار قزوین، جلد سوم، ص ۹۵، بالفاظ دیگر)۔کہ شیخ اپنی قوم میں ایسے ہیں جیسے نبی اپنی امت میں ہیں۔

یہ جو مشائخ کے کلمات سے ایک ہے کہ مرید اللہ تعالیٰ کو اپنے پیر کے آئینہ دل میں دیکھتا ہے۔وہ دیکھتا ہی ہے کہ کہا گیا ہے۔

بر لوح دلت نقش اگر پنج حروف است
یک رمز ز اسرار معانی کہ ندانی
چوں محو شد از لوح دلت حرف بماست
میدانکہ شدی محرم اسرار معانی

تیرے دل پر اگر پانچ حروف کا نقش ہے۔ایک رمز بھی اسرار معانی کی تمہیں رمز معلوم نہ ہوگی۔

جب تیرے دل سے حرف مایعنی "ہم" مٹ جائے گا پھر جان لے معانی کا محرم راز ہو گیا ہے۔

اے فرزند علم فقہ میں زیادہ مشغول ہوا کر کہ ایک مسئلہ علم دین کا جان لینا ہزار رکعت نماز نفل پڑھنے سے بہتر ہے۔حضرت قدوۃ الکبریٰ نے ایک دن فرمایا کہ اگر کوئی شخص جان لے کہ اس کی عمر کا ایک ہفتہ سے زیادہ وقت نہیں رہا۔تو وہ علم فقہ میں مشغول ہو جائے کہ فقہی مسائل کا جاننا اور اس پر عمل کرنا گویا سیڑھی ہے اس کے ذریعے آسمان کے محل تک پہنچنا

ممکن ہے۔ یعنی عقبیٰ کے معاملات شرعی مسائل سمجھنے کے بغیر محال ہیں اور علم فقہ عمل کے بغیر طعام بے نمک کی مانند ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

بے علم نتواں خدا را شناخت

یعنی بے علم اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا۔

بے علم فقراء نے کسی سے سن لیا کہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ'' نماز کے قریب مت جاؤ۔ اور'' لَا یُکَلِّفُ اللہُ نَفْسًا'' یعنی اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا۔

وہ ترک صلوٰۃ وصوم کا مرتکب ہوا۔ اگر علم سے بہرہ ور ہوتا (یعنی علم حاصل کرتا) تو ہر گز یہ غلط عمل نہ کرتا۔ اور اَنْتُمْ سُکَارٰی۔ اِلَّا وُسْعَھَا کا علم ہوتا تو ہر گز ضلالت وگمراہی میں گرفتار نہ ہوتا اگر انبیاء کرام کے حالات سے باخبر اور باعلم ہوتا تو دنیا کے مصائب میں مبتلا ہو کر شکایت نہ کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل آنے والے انبیاء کرام علیہم السلام پر سینکڑوں مصائب آئے۔ لیکن انہوں نے صبر وشکر سے برداشت کیا۔ پہلے سالک حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام تھے جن کے رخسار پر تین سو سال تک خون جگر برسا۔

برگزیدہ نبی نوح علیہ السلام نے اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ یعنی یہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ کا تیر جگر میں کھایا۔ حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کو خلت کی چادر پہنائی اور نمرود گمراہ کو ان کے خلاف لگایا اس نے آپ کو بلا کی منجنیق میں گھمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اسی سال بیت الاحزان (حزن وملال) میں جلایا اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بازار مصر میں چاروں کونے پھرایا اور غلاموں کی صف میں رکھ کر ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ کر کے چند کھوٹے سکوں میں فروخت کرایا اور زکریا علیہ السلام کو ظلم کے آرہ سے ٹکرے کیا۔ راز یہ ہے کہ سوختہ نے کہا ہے۔

مرد را زُہرہ نے کہ آہ کند ایں ہمہ میکند و لیک از بیم

آہ آئینہ را تباہ کند زانکہ رویش مثال آئینہ است

یہ سب کرتا ہے لیکن خوف سے مرد کی طاقت نہیں کہ آہ کرے۔اس لئے اس کارخ آئینہ کی مثال ہے۔آہ آئینہ کو تباہ کرتی ہے۔

اے فرزند! میں نے سنا ہے کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ نظام الحق والدین محمد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ طالب صادق جب تک راہ طریقت پر نہیں چلے گا منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اگر کوئی شخص چاہتا ہے اور اگر کوئی شخص پڑھتا ہے جب تک بیٹھا ہے منزل تک پہنچنا مشکل ہے۔مجاہدہ شرط ہے قول باری تعالیٰ ہے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۂ عنکبوت، پارہ ۲۱، آیت ۶۹) جن لوگوں نے ہمارے لئے مجاہدہ کیا انہیں ہم اپنی راہ کی رہنمائی کریں گے۔مجاہدہ کا حاصل ہے۔ جَذْبُ الْقُلُوْبِ اِلٰی غَیْرِ اللهِ وَالْاِسْتِغْرَاقُ فِیْ طَاعَةِ اللهِ یعنی مجاہدہ پھیرتا ہے دل کو غیر اللہ سے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت میں انہماک ومحویت میں گم کرتا ہے۔مزید سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صوفیوں نے ریاضت کو قوی کر رکھا ہے اور خواہشات کو جڑ سے ختم کر دیا ہے۔مدت دراز تک خلوت وگوشہ نشینی کر رکھی ہے اور دل کو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ سے مشغول کیا ہے۔ارشاد فرمایا سالکوں کی مشغولیت کی بنیاد چھ چیز پر ہے:

اول: خلوت چاہیئے کہ خلوت سے باہر نہ نکلے بوجہ ازالہ شامت یعنی نحوست اور قبض کے دونوں ہواوہوس (خواہشات) کے داعی وطالب ہیں۔

دوم: دائم باوضو رہے۔اگر نیند غلبہ کرے تو سو جائے اور جاگے تو فوراً وضو کرے۔

سوم: دائمی روزہ دار رہے۔

چہارم: دوام سکوت۔سوائے ذکر الٰہی۔

پنجم: ذکر۔اپنے شیخ کے ساتھ دل کا رابطہ رکھے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ کا مریدین کے ساتھ قلبی تعلق ہے۔

ششم : غیر حق خیالات کی نفی۔یعنی دل میں طلب حق،کہ یہ طریقت ہے۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں سوا اللہ (اللہ کے علاوہ) سے پاک رہیں۔ یہ بیت پڑھتے ہیں :

بولایت محبت سفری است عاشقاں را
بجہاں ندید آنکس کہ ندید ایں جہاں را

ولایت میں محبت عاشقوں کا ایک سفر ہے۔جس شخص نے اس کا ملاحظہ نہیں کیا اس نے جہان کو نہیں دیکھا۔

جس کسی نے قدم غیر حق کی طرف بڑھایا۔ وہ محنت بے حاصل ہے۔اس کے لئے (روئی دھننے والا آلہ) اور پنبہ چاہیئے۔اس کے لئے یہی اوراد، نماز، تلاوت اور عبادات ظاہری نافع ہیں۔مگر مردان طریقت کا کام الگ نوعیت کا ہے اور مخنثوں کا کام دوسری نوعیت کا ہے کہ اے بھائی صبح و شام یہ لوگ مواظبت کرتے ہیں اور فرصت کے وقت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ طالبانِ حق کو درس دیتے ہیں۔یہ بھی فائدے سے خالی نہیں ہے۔

اے فرزند ارجمند حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند ارجمند کو نصائح فرماتے ہیں۔ان کے ارشادات نظر سے گزرے ہیں۔اگر ان پر عمل کرو تو سعادت دارین حاصل کرو گے اور وہ وصیتیں پیش نظر ہیں۔

علم و ادب، تقویٰ، اتباع اہل سنت والجماعت کرنا۔جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا، تعلیم فقہ، حدیث، تفسیر اور جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا اپنا شعار بنالو اور اپنے احوال کو شہرت نہ دو اور امام اور مؤذن نہیں بننا۔حاکم اور قاضی شہر بھی نہیں بننا۔اپنے نام تمسک یا ملکیت قبالہ (مکان کے کاغذ) نامہ میں نہیں لکھنا۔سرکار (بادشاہ) کے ساتھ ہم مجلس نہیں ہونا۔خانقاہ کی بنیاد مت رکھنا۔کم بولو، کم کھاؤ اور کم سوؤ۔مخلوق سے روگردانی کرو۔اور نااہل لوگوں اور عورتوں کی ہم نشینی نہیں کرنا۔دنیا کی طلب میں مصروف نہیں ہونا۔زیادہ سے زیادہ اشکبار رہا کرو۔کم ہنسا کرو اور قہقہہ سے پرہیز کرو، کسی مخلوق کو خود سے کم تر اور حقیر تر نہیں سمجھنا اور خود کو بہتر اور اچھا نہیں سمجھنا۔اپنے

ظاہر کو مت سنوارو۔ جتنا ہو سکے خدمت خلق میں سعی و کوشش کرو۔ خدمت خلق میں جان و مال کی قربانی سے دریغ نہ کرو۔ مشائخ اور بوڑھوں کو عزیز تر جانو اور ان کی عزت کرو۔ یہ متفقہ طور پر ثابت ہے کہ اُن کی تحقیر و حقارت نہ کرو اور دل کو ہمیشہ فکرمند و غمگین رکھو۔ بدن دبلہ، چشم اشکبار، تیرا عمل فیض حاصل کرنے والا، تیری نگاہ عجز و انکساری والی، تیرا الباس پرانا، تیرے رفیق فقیر، تیرا سرمایہ عبادت، تیرا گھر مسجد، تیرا دل ذکر کرنے والا، زبان تیری شکر کرنے والی، تیرا ہمدرد ذکر، تیرا دوست فکر ہو۔ کامل ہم نشین اور نیکوں کی ہم نشینی ابدی سعادت ہے، اس سے قطعاً غافل نہ رہنا۔

مولانا روم اس مقام کے متعلق فرماتے ہیں ؎

مہر پاکاں درمیاں جان شاں　　دل بدہ الا بجمیع سرخوشاں

نار خنداں باغ را خنداں کند　　صحبت مردانت از مردان کند

پاکوں کی محبت ان کے دلوں میں دل دو یعنی محبت کرو۔ مگر تمام دل خوش کرنے والوں کے ساتھ رہو۔ روشن آگ باغ کو روشن کرتی ہے۔ تجھے مردوں کی صحبت تجھے مردوں میں کا بنا دے گی۔

سنگ اگر خارا دگر مرمر بود

چوں بصاحب دل رسد گوہر شود

اگر سخت پتھر مرمر بن سکتا ہے تو سنگ دل آدمی صاحب دل آدمی صاحب دل کی صحبت میں پہنچ کر گوہر بن سکتا ہے۔

سالکان طریقت کو چاہیے کہ وہ جو کام بھی شروع کریں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی جستجو کی نیت کریں۔ اس میں نفسانیت کا دخل نہ ہو کہ نفسانی اغراض حقانی اعمال کو تباہ کر دیتے ہیں۔ غرض سے ملوث عمل فضیلت کو لینے اور ثواب سے محروم کر دیتا ہے۔

الغرض حضرت صفی الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے فرزند محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کو اسی طرح تعلیم

دیتے تھے۔اور ہر علم وفن میں اور ہر مقام پر خود لے جاتے تھے۔رات دن درس وتدریس ذکر وفکر کے سوا کوئی کام انجام نہ دیتے تھے۔حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ نے اپنے فرزند محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کو جناب قاضی دانیال پسر قاضی جان کی ہمشیرہ سے بیاہ دیا تھا۔جو قصبہ ردولی کے حاکم تھے۔جس سے حضرت شیخ محمد اسماعیل کے چار فرزند ہوئے۔اول شیخ عبدالصمد، دوم شیخ عزیز اللہ، سوم قطب العالم بندگی عبدالقدوس، چہارم شیخ حبیب اللہ عرف مخدوم مٹھن رحمۃ اللہ علیہم۔آپ کے تمام فرزندان نے تعلیم وتربیت کا فیض اپنے والد گرامی سے حاصل کیا تھا۔علوم عقلی ونقلی سے واقف،فنون شریعت اور اصول کو سمجھا۔رموز حقیقت کے راز اور اسرار معرفت کی سمجھ حاصل کی۔خاندان چشتیہ عالیہ نظامیہ میں مرید ہو کر خلافت حاصل کی۔والد علیہ الرحمہ سے بھی خلافت حاصل کی۔حضرت بندگی عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ جو باطنی وروحانی ذوق وشوق اور فقر کی لذت ومزہ اپنے بچپن سے رکھتے تھے۔تاحال وہ بہت عبادت گزار ہو گئے تھے۔حضرت موصوف علم ظاہری سے کم توجہ اور بے پرواہی کرتے تھے۔

ان کا تفصیلی ذکر اور آپ کی اولاد اور پوتوں کا ذکر اس کتاب کے باب ہشتم میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

باب ہفتم

وفات حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ

اور حضرت شیخ اسماعیل علیہ الرحمہ کی جانشینی کا بیان

جب حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ بڑھاپے کی وجہ سے بہت سی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ آپ کے وصال کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ تو اگر چہ شیخ محمد اسماعیل علیہ الرحمہ اپنے بچپن میں حضرت قدوۃ الکبریٰ شیخ اشرف جہانگیر السمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور خلفاء کے سلسلے میں منسلک ہو چکے تھے۔

مگر بچپن کی وجہ سے اپنے مرشد کریم سے تعلیم و تلقین حاصل نہیں کر سکے تھے۔ تو آپ نے ایک روز اپنی خدمت میں بلایا۔ وہ باتیں جو ابتداء سلوک اور انتہائے سلوک میں ضروری تھیں ایک ایک کر کے تلقین کر دیں۔ پیروں کے خرقہ اور ارشاد سے نوازا پھر دار فنا سے دار بقا میں سدھارے (کوچ کر گئے)۔ ۱۳؍ ذوالقعدہ ۸۱۹ سنہ ھ کو فردوس بریں میں پہنچے۔ سب نے کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی تاریخ وفات اس مصرعہ سے نکلتی ہے ۔

اے صفی وا درس ماندگاں

حضرت ابوالمکارم شیخ محمد اسماعیل رحمتہ اللہ علیہ مسند خلافت اور جانشینی پر جلوہ گر ہوئے۔

لطائف قدوسی میں لکھا ہے کہ جب حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ سفر سے واپس ردولی میں آئے اور جامع مسجد میں قیام فرمایا۔ حضرت شیخ بندگی محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کو آپ کے آنے کی خبر ملی تو حضرت محمد اسماعیل علیہ الرحمہ ان کی زیارت کا شرف پانے کے لئے جامع مسجد تشریف لے گئے۔ شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق علیہ الرحمہ اگرچہ اپنے کمال استغراق میں کسی کی طرف توجہ نہ فرماتے۔ تو جیسے ہی حضرت بندگی شیخ محمد اسماعیل علیہ الرحمہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو مخدوم علیہ الرحمہ نے فرمایا آؤ اور بیٹھو۔ اپنے قریب بٹھایا۔ آپ کی پشت مبارک کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے تیری پشت میں درویش دیکھا ہے جس کی ذات شریف خاندان صابریہ کا چشم و چراغ ہوگی۔ جب وہ دنیا میں آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کی جائے۔ ہمارا کل باطنی فیض اسی کو پہونچے گا اور ہمارے خلفاء میں ممتاز و ممیز ہوگا۔ اس اشارے سے مراد ذات فیض صفات حضرت بندگی عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ تھی۔ (لطائف قدوسی، ص ۲۸)

منقول ہے کہ جب شیخ ابوالمکارم محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کے والد گرامی شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئے تو آپ نے اپنے والد گرامی کے معمولات یعنی درس و تدریس کو جاری رکھا۔ دن کو پڑھاتے اور رات اپنے مولائے کریم کی یاد میں بسر کرتے۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں مخلوق کو وعظ و نصیحت کرنے میں مشغول ہوتے۔ دنیا اور دنیاوی کاموں سے سروکار نہیں رکھتے تھے۔ فقر و فاقہ سے زندگی گزارتے تھے۔ (تذکرہ علمائے ہند، ص ۷)

تاریخ رومی میں لکھا ہے کہ جب حضرت بندگی شیخ محمد اسماعیل علیہ الرحمہ کی عمر ۷۸ سال کی ہوگئی تو آپ اپنے چاروں فرزند ارجمند حضرت شیخ عبدالصمد، حضرت شیخ عزیز اللہ، حضرت شیخ عبدالقدوس اور حضرت شیخ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہم کو بلایا۔ ان کو مناسب الحال پند و نصائح کیں۔ سب فرزندان کے روبرو ہوئے بڑے بیٹے شیخ عبدالصمد علیہ الرحمہ کو جمیع سلاسل کی خلافت و

اجازت عطا فرمائی۔ بالخصوص خاندان چشتیہ نظامیہ کی جو حضرت قدوۃ الکبریٰ سلطان اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے آپ کے والد گرامی کے ذریعے ملی تھی۔ اس سے آپ نے اپنے بڑے بیٹے کو مستفیض فرمایا۔

اپنا سجادہ اور قائم مقام بنا کر مسند ارشاد پر بٹھایا۔ حضرت بندگی عبد القدوس علیہ الرحمہ کو فرمایا کہ تجھے خاندان چشتیہ صابریہ سے فیض نصیب ہوگا۔ بروز بدھ بوقت عصر ۱۳؍ ربیع الاول سنہ ۸۶۰ھ کو دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (تذکرۂ علمائے ہند فارسی، ص ۷)

حضرت عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر علم کی فراغت کے بعد اس طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کے عشق میں ہمیشہ مستغرق رہتے تھے صحو (ہوش) میں نہیں آتے تھے۔ ہمیشہ موضع آسومئو میں رہے جو ردولی سے مغرب کی سمت دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس جگہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور آپ کی اولاد کچھ اسی مقام میں اور کچھ موضع سہنی میں اور کچھ مقام ردولی میں قیام پذیر رہے۔ دونوں مقام حضرت کی اولاد کے تصرف اور قبضے میں ہیں۔

شیخ حبیب اللہ عرف مخدوم مٹھن حصول علم و فضل کے بعد ہٹواہ کے مقام پر مقیم رہے جو ردولی سے جانب مغرب تین کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ جنگل کا ٹکڑا ذریعہ معاش کے لئے دہلی کی سرکار کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ یہ ہٹواہ نام کی جگہ اب تک سن ایک ہزار دو سو چورانوے ہجری سے آباد ہے۔ یہ علاقہ عبد الرحیم و عبد الغفور پسران مسند علی، باقر علی اور بندہ علی ولد عبد علی کے قبضہ میں ہے اور شیخ عبد اللہ بن نعم البدل اور دوسری اولاد شیخ حبیب اللہ ہے۔ اور عبد الرحیم اپنے بھائیوں کے ہمراہ اور بندہ علی ردولی میں مقیم ہیں۔ اور باقی موضع مذکور میں آباد ہیں۔ شیخ عزیز اللہ قصبہ ردولی میں مقیم ہیں اور آپ کی اولاد اب تک وہاں سکونت پذیر ہے۔ حضرت صاحب کی اکثر اولاد دریائے حقیقت و معرفت کے خواص، اہل اللہ فنافی اللہ، صاحب کشف و کرامات، ریاضت، مجاہدات اور خرق و عادات کے حامل تھے۔ اسی

طرح شیخ جلال رحمۃ اللہ علیہ اولاد شیخ حبیب اللہ موضع مانپور میں رہتے ہیں جو ردولی سے تین کوس شمال میں واقع ہے اور شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ اولاد شیخ عبدالصمد علیہ الرحمہ موضع سہنی میں آرام فرما ہیں ان کے مزارات لوگوں کی زیارت گاہ اور حاجت روا ہیں۔ان کے حالات و کرامات زبان زد عام وخاص ہیں۔

باب ہشتم

حالات حضرت قطب العالم بندگی شیخ عبدالقدوس گنگوہی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ

حالات عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ ذکر ہوا ہے کہ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ علم ظاہری حاصل کرنے میں کم توجہ دیتے تھے۔ آپ کے والد ماجد جانتے تھے کہ یہ میرا بیٹا شیخ وقت، مقتداء زمانہ اور تمام علوم و اسرار سے واقف و کاشف ہوگا۔ اسی وجہ سے علم ظاہری کے حاصل کرنے کی تاکید نہیں فرماتے تھے۔ معلوم تھا کہ نونہال کی بیعت و ارشاد، خرقہ و خلافت دوسرے مرشد سے مقدر تھی۔ اس لئے اپنی طرف سے فیضیاب نہیں کیا۔ حضرت کی روحانی کیفیت اسی انداز پر تھی۔ رات دن ذکر اور فکر درویشی کے سوا کوئی دوسرا مشغلہ نہ تھا۔ لطائف قدوسی کے مؤلف آپ کے صاجزادے رکن الدین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک روز والد ماجد قطب عالم مخدوم بندگی محمد اسماعیل علیہ الرحمہ اپنے بیٹوں کو فرماتے ہیں کہ مکتوب پڑھو اور لکھو۔ تمام بیٹے لکھنے اور پڑھنے میں مصروف ہو گئے لیکن حضرت شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ نے توجہ نہ دی اور فرمایا کہ مکاتیب کو لکھنے والے چور اور دغاباز ہوتے ہیں۔ اس وقت حضرت اسماعیل علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ اے بیٹے! سارے چور اور دغاباز نہیں ہوتے (لطائف قدوسی، ص ۲۹)۔ جب حضرت کی والدہ ماجدہ آپ کو لے کر اپنے بھائی قاضی دانیال علیہ الرحمہ پسر قاضی خان کے پاس گئی اور بتایا۔ اے بھائی افسوس ہزار افسوس کہ تمہارے بھانجے

عبدالقدوس نے کتاب کو پٹک دیا ہے کہتا ہے کہ میں نہیں پڑھتا اور راہ علم کو حیرانی سمجھتا ہے۔ اے کاش! وہ علم کو حاصل کرتا تو کامل دانشمند ہوتا۔ اس کو تنبیہ فرماؤ کہ وہ علم کو نہ چھوڑے۔ قاضی دانیال علیہ الرحمہ نے حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کو اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا اے عزیز تو کیوں نہیں پڑھتا۔ میں تجھے سزا دوں گا۔ حضرت قطب العالم نے جواب فرمایا کہ" اَلْخَیْرُ لَا یُؤَخَّرُ" کہ بھلائی میں دیر نہیں کی جاتی۔ جب سزا دینا خیر و بھلائی کا سبب ہے تو پھر تاخیر کیوں؟ اُسی وقت گانے والی عورتیں آئیں اور گانا شروع کیا۔ حضرت بندگی قطب عالم مستی میں آ گئے اور رقص کرنے لگے۔ قاضی دانیال نے اپنی بہن سے کہا کہ اس بیٹے کو عالم دیگر در پیش ہے۔ کوئی فکر نہ کر۔ تیرے دوسرے بیٹوں سے بہت نیک ہوگا (لطائف قدوسی، ص ۳۲)۔ الغرض ایک عرصہ اسی طریقے پر گزر گیا۔ پھر قطب عالم علیہ الرحمہ کو خیال آیا کہ تصوف بغیر علم، طعام بلا نمک کی مانند ہے۔ چنانچہ علم حاصل کرنے پر توجہ دی۔ سارا دن پڑھتے۔ جب استادوں اور بھائیوں کو علم ہوا کہ آپ اعلیٰ مزاج اور فیاض ذہن کے مالک ہیں۔ تو آپ پر زیادہ لطف و شفقت کرنے لگے۔ جب آپ نے صرف کی کتابیں پڑھ کر ختم کر لیں۔ تو آپ نے کتاب بحرالانشعاب تصنیف کی اور استادوں کے سامنے لائے جب استادوں نے اس نسخہ کو ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند کیا۔ کہا کہ علم صرف میں یہی نسخہ کافی ہے۔ پھر آپ مصباح کو ملک العلماء قاضی شہاب الدین کے حواشی کے ساتھ پڑھنے لگے۔ اور استادوں کی تقاریر کو لکھتے رہے جو شرح کی صورت میں جمع ہو گئی۔ پھر جب کافیہ پڑھنے کا آغاز کیا۔ جب مبنیات کی بحث تک پہنچے تو عشق ربانی کا جذبہ غالب آ گیا۔ محبت کی آگ باطن میں شعلہ زن ہوئی۔ کتاب کو برطرف رکھا۔ تعلیم سے علیحدہ ہوئے (لطائف قدوسی، ص ۳۱-۳۳)۔ فرمایا کہ کافیہ کافی ہے اور باقی سر درد ہے۔

قطب العالم علیہ الرحمہ حضرت شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق ردولوی رضی اللہ عنہ سے باطنی فیوض حاصل کرنے لگے۔ گھر کو چھوڑا رات دن حضرت شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں موجود رہتے۔ نیند اور بیداری کی حالت میں یا حق یا حق کی آواز دل سے سنی جاتی۔ چنانچہ جب کبھی

حضرت قطب العالم تہجد کی نماز کے وقت بیدار نہ ہو سکتے تو حضرت شیخ العالم مرشد کریم کی روح پُر فتوح حاضر ہو کر بیدار کر دیتی اور خاندان صابریہ چشتیہ کے اذکار کی تعلیم و تلقین کرتے (مرآۃ الاسرار، ص ۱۱۸۷)۔ حضرت قطب العالم اس قدر مغلوب الحال ہوئے کہ خود کی خبر بھی نہ رہی۔ بارہا دل میں خیال گزرا کہ ردولی سے نکل جاؤں۔ صحرا میں چلا جاؤں اس ارادہ کی اطلاع پر حضرت شیخ العالم مرشد کریم کی روح حاضر آئی۔ ارادہ کو چھوڑنے کا حکم دیا۔ اس جگہ سے مت جاؤ۔ اسی جگہ رہو۔ حکم کی تعمیل کی۔ ناچار سفر سے باز رہے۔ چنانچہ حضرت شیخ العالم روح مع الجسم جلوہ افروز ہوئے۔ ارشاد فرمایا کہ باطنی طور پر اپنے ارادت کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ اور ظاہری بیعت اس خاندان صابریہ چشتیہ میں شیخ محمد بن عارف احمد پوتا حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کے دست پر ہونے کا حکم دیا۔ علی الصبح حضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ مرید ہو کر خلافت پائی (لطائف قدوسی، ص ۳۹)۔ ایک رات حضرت عارف احمد علیہ الرحمہ کی زوجہ اور حضرت محمد کی والدہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کو واقعتاً (ظاہری طور پر) دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تم اپنی بیٹی کا نکاح اس فرزند سعید سے کر دو۔ آپ کی مراد حضرت عبدالقدوس علیہ الرحمہ تھے۔ خواب میں حکم پا کر فوراً حضرت شیخ محمد نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح قطب العالم عبدالقدوس علیہ الرحمہ سے کر دیا وہ اُن کی بہت تعظیم کرتے (لطائف قدوسی، ص ۴۱ / مرآۃ الاسرار، ص ۱۱۸۹)۔ چنانچہ قطب العالم علیہ الرحمہ جب بھی آتے وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ فرماتے کہ اگرچہ اس فرزند نے دست ارادت ظاہری طور پر ہمارے دامن سے وابستہ کیا ہے مگر ان کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ان کے تمام آباء و اجداد شیخ وقت ہوئے ہیں مجھے شرم آتی ہے کہ ایسے شخص کی تعظیم نہ کروں۔

الغرض قطب العالم علیہ الرحمہ نے کچھ عرصہ ردولی میں قیام کیا۔ بہت سارے مجاہدے اور ریاضتیں سرانجام دیں۔ آخرکار باطنی حکم پر اہل و عیال سمیت گنگوہ تشریف لے گئے۔ اس علاقے کے صاحب ولایت بزرگ ہوئے۔ قطب العالم علیہ الرحمہ کی اولاد کثیر ہوئی۔ اِن کی تمام

اولاد عالم، عبادت گزار اور مشیخیت وطریقت کے لباس سے آراستہ تھی۔ ان میں شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ مبارک مرد اور فقیر مشرب ہوئے ہیں۔ اپنے والد گرامی کی سیرت پر قدم بہ قدم چلے۔ موصوف کی تصنیف کردہ ایک کتاب ہے جس کا نام ''لطائف قدوسی'' ہے۔ جس میں اپنے والد ماجد مخدوم بندگی عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب بیان کئے ہیں۔ حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کے حالات جو ہم آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں وہ اسی مذکور کتاب سے نقل کئے ہیں۔ شیخ رکن الدین علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی کی رحلت کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کی اکثر اولاد گنگوہ، رام پور، پنجاب اور دوسرے علاقوں میں سکونت پذیر اور موجود ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس علیہ الرحمہ کے مکاتیب

حضرت قطب العالم عبدالقدوس علیہ الرحمہ کے کافی مکاتیب ہیں۔ ان میں سے جو اپنے بھائیوں یعنی شیخ عبدالصمد، شیخ عزیز اللہ اور شیخ حبیب اللہ کو گنگوہ سے لکھے ہیں ان میں سے کچھ ناظرین کے لئے لکھے جاتے ہیں۔

مکتوب ۱۲ ابنام عظیم المرتبہ عبدالصمد بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

حق حق حق۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

دلم ایں دولت و فضلت ابدی مید انست
و آگہش نے کہ کین گاہ زوالی بودہ است

ترجمہ: میرا دل اس فضیلت و دولت کو ابدی سمجھتا ہے اور اس کا پتہ نہیں ہے کہ جائے قیام زوال پذیر ہے۔

ناگہاں صبح فراق تو دمید آں شب وصل
گوئی و آں عشرت خوابی و خیالی بودہ است

ترجمہ: اچانک جدائی وفراق کی صبح طلوع ہوئی۔ وہ شب وصل کھیل تھا وہ عیش وعشرت خواب وخیال تھا۔

حمد وثناء کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اور درود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ فقیر عاجز نفس۔ شریر، زمانے کا ٹھکرایا ہوا۔ بے شمار گناہوں کی وجہ سے شرمسار، عزیزوں سے دور، قریبی رشتہ داروں سے جدا۔ بلا میں گھرا ہوا۔ فکرمند، مصیبت سے بھرپور، حیرت زدہ، نالائق، متغیر بے نوا، کوتاہیوں سے شرمندہ اس جہاں میں ملامت کے اتھاہ درجہ کا مستحق، اُس جہاں میں اُخروی نعمتوں سے محروم، بدصورت، بدحالت، جو کچھ کہیں اِن کے بارے میں اُس سے خسیس تر، اور اُن کے بارے میں افسوس ذرافسوس۔ بیچارہ بے کنارہ دریا، تاریکی میں ڈوبا ہوا، دونوں جہاں میں مفلس، اس جہاں اور اس جہاں کی نعمتوں اور سعادتوں سے خالی ہاتھ، بے آبرو، زرد رو، پریشان بالوں والا تمام مومنوں اور مصلحوں میں۔

وہ کجا روم کرا شفیع آرم

افسوس میں کہاں جاؤں اور کسے شفیع لاؤں۔

عبدالقدوس اسماعیل حنفی الصفوی کی جانب سے خدمت و عجز و انکساری حضرت صدر العلماء و بدر الفضلاء محقق المعانی، مفسر قرآن حکیم، نعمان ثانی حضرت بھائی صاحب روشن چہرہ، کریم تر شیخ المشائخ شیخ عبدالصمد اللہ تعالیٰ آپ کی عمر کو دراز فرمائے۔ آپ کی زندگی دائم ہو۔ آپ کی برکات زیادہ ہوں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے۔ مقصود ھوالمقصود۔ یہ خاکسار غیر مناسب، رسوا، ساری عمر فساد خانہ بنا رہا۔ کھیل کود کی جگہ دنیا کمینی میں بسر کی۔ آخرت کی زاد راہ جو زندگی کا مقصود ہے اس کے لئے کچھ اپنے ساتھ اپنے لئے فائدہ نہیں اٹھایا۔ جو موت کے وقت کام آئے۔ کالے بال ختم ہو کر سفید نکل آئے ہیں۔ مصیبت کا ہاتھ اور ملامت کی مٹی سر پر آن پڑی ہے۔ اور ندامت و پشیمانی کے آنسو آنکھوں سے جاری ہو چکے ہیں۔ ابدی حسرت اور خسارہ دل میں پیوست ہو چکا ہے۔ ازلی بدبختی تقدیر میں لکھی جا چکی ہے قضا بھی اسی طرح

ہے۔نعوذ باللہ منہا۔اسی بارے کہا جس نے کہا:

ترسم زگنہ نیست کہ او غفار است
از سابقہ حکم ازلی می ترسم

میں گناہ سے نہیں ڈرتا ہوں کہ وہ غفار ہے۔میں سابقہ حکم ازل سے ڈرتا ہوں۔

اب نفس بدکردار کام سے باز آ گیا ہے۔خود ہی عاجز ہو گیا ہے۔اپنے گزشتہ اعمال سے پشیماں ہے۔اس پشیمانی سے کیا فائدہ ہو گا۔اُس جہان میں کیا نفع ہو گا۔دوزخ سے بچانے کے لئے کون جان کی دستگیری کرے گا۔محشر کے روز گناہوں سے اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں کون شفیع بنے گا۔کیا اچھا کہا جس نے کہا:

دستگیری نہ پاہائے ارادت درِ گل
آشنائے نہ دریائے غمت بے پایاں

دستگیری کر اور ارادت کے پاؤں کیچڑ میں ہیں۔آشنائی کر تیرے غم کا دریا بے پایاں ہے۔

افسوس صد افسوس! جو کچھ ہوا، عمر کا سرمایہ ناجائز اور نامناسب خواہش وتمنا میں ضائع کر دیا۔خود بخود، مدہوش، بے سروسامان و مفلس ہوا ہوں۔مطیعوں اور محققوں کے کام سے واپس زار و نزار شیدا (سستی کمزوری) اور برملا ہوا ہوں۔میں نقصان اور پشیمانی کی تاریکیوں کے سمندر کی تہہ میں پڑا ہوں۔ساحل نجات اور زندگی کا آسمان مجھے کیونکر نصیب ہو۔کامیابی کا جزیرہ، فلاح کا تختہ اور کامرانی کا پشتہ (قوت) کہاں اور میں کہاں؟اسی بارے میں شعر کہا گیا ہے:

بورطہ کہ من افتادہ ام مسلمانان
عجب بود کہ رسد در کران سفینہ من

اے مسلمانو! میں سمندر کے بھنور میں پھنسا ہوا ہوں۔حیران کن ہو گا کہ میری کشتی ساحل مراد کو پہنچے۔قہاریت کے سمندر کی موجوں کا جوش واضطراب شہنشاہ کی فوجوں حضرت جبار شہنشاہ

کی فوجوں کا متواتر حملہ آور ہونا۔کمال غیوری سے اور جمال یا جمال سے محرم رازوں پر غیرت کی تلوار سے زخم لگانا اور بے نیازی کے شہسوار، فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (سورۃ آل عمران، پارہ ۴، آیت ۹۷) ''بیشک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے'' کو امتیازی چابک سے وَامْتَازُ الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (سورۃ یٰسین، پارہ ۲۳، آیت ۵۹) جو بے نیازی کے ہاتھ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (سورۃ فتح، پارہ ۲۶، آیت ۱۵) میں ہے ہر شہسواری کے غلبہ سے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ (سورۃ یوسف، پارہ ۱۲، آیت ۲۱) لمحہ بہ لمحہ اور لحظہ بہ لحظہ وارد ہوتا ہے۔

اور علم کی مجھے پرواہ نہیں۔ هٰؤُلَاءِ فِي الْجَنَّةِ وَهٰوُلَاءِ فِي النَّارِ (اور مجھے پرواہ نہیں اپنے دوست کی بڑائی کی جو بڑائی کرتا ہے اور اب ہم سب کو حیرت زدہ دل ہے اور متکبرانہ اعتماد ہاتھ سے گیا۔ اور طوفان جلال سر سے اوپر نکل گیا ہے اور قلوب غرق آب ہو کر بے تاب ہو رہے ہیں اور یہ نالہ بلند کر رہے ہیں۔

زلف ابتر چہ بر گماشتہ
برسر روزگارِ ابترما
برگزشت آب از سرم تو ہنوز
نیاری گذشت از سر ما

تو نے اپنی زلف فتنہ انگیز کو نہ جانے کیا پیچ وخم دیئے ہیں کہ سر سے پانی گزر چکا اور تو ابھی تک نہیں سمجھا کہ ہمارے سر سے گزر گیا۔

اب ہر چند (ہر دفعہ) اسی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جلالت و ہیبت لاکھ گنا سخت تر ہے۔ اسی سے ہے کہ کائناتیں عدم میں چلی جائیں گی۔ جب ہلکے ہلکے قدم چلیں گے۔ بارگاہ باری سے تمام ناامیدی ہوگی۔ اور رحیم کی رحمت کا کوئی شخص مستحق نہ ہوگا بلکہ وہ سب بارگاہ غفار ستار صاحب بقاء کی بازگشت (جواب) اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کی تمنا کا سہارا ہوگا۔

اسی بارے میں کہا ہے جس نے کہا ہے ۔

چوں بہ ستاری تو دیدم کارساز
ہم بدست خود دریدم پردہ باز
چوں نخواہد خواست عذرم ہیچ کس
عذر خواہ جرم من عفو تو بس
از در خویشم مگر داں ناامید
از سر لطفم سیاہم کن سپید

جب میں نے تیری ستاری کو کارساز پایا۔ تو اپنے ہی ہاتھ سے پردے کو چاک کر دیا۔
جب کوئی میرے عذر کو قبول کرنا نہیں چاہے گا میرے جرم کا عذر خواہ تیرا عفو اور بس ہے۔
اپنے دروازے سے مجھے ناامید نہ پھیر۔ اپنے لطف سے میری سیاہی کو سفید کر دے۔
اے کریم! اگر کرم کے ساتھ مجھ جیسے ملامت زدہ پر گزر فرمائے تو گنہ گاری کے دفاتر کو عفو (معافی عطاء کر دے) سے قلم زد کر دے۔ فضل اور لطف سے کس قدر پسندیدہ ہوگا کہ تجھ جیسا کریم اور نہ مجھ جیسا ملامت شعار۔ کس قدر اچھا کہا ۔

خواجہ نیست یکی ہمچو توئی بندہ نواز
بندہ نیست یکی ہمچو من بے فرماں

مالک وہ ہے! کوئی ایک تجھ جیسا بندہ نواز نہیں ہے۔ بندہ نہیں کوئی ایک مجھ جیسا بے فرمان۔
والسلام علی من اتبع الھدیٰ والصلوٰۃ علی رسولہ المجتبیٰ و علی آلہٖ واصحابہ۔ عاقبت بخیر باد۔
سلام اس شخص پر جس نے ہدایت کی تابعداری کی۔ صلوٰۃ اللہ کے رسول پر جو منتخب ہے اور آپ کی آل اور اصحاب پر۔ عاقبت بخیر ہو۔ (مکتوبات قدوسی، ص ۷۸)

مکتوب نمبر ۶۳

برادران حقیقی حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ برائے سید محمد نصیر آبادی مسئلہ پیروں کے کپڑے کیلئے جواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حق حق حق۔ حمد وصلوٰۃ دعا درازی عمر ترقی درجات، خدمت حاضری شیخ الاسلام شیخ عزیز اللہ وحبیب اللہ۔ ہمیشہ وہ عزیز تر ہیں۔

فقیر حقیر آپ کے چھوٹے بھائی عبدالقدوس اسماعیل حنفی الصفوی کی طرف سے۔

از مقام قصبہ گنگوہ۔ معاملات کا مطالعہ کیا مشکور ہے للہ الحمد۔ ہمیشہ گفتگو شریف میرے بھائی شیخ عزیز اللہ کی پہنچی۔ زیادہ فرصت نے رخ دکھایا۔ الحمدللہ علی ذلک حمداً کثیرا۔ پیروں کا جامہ بھیجنے کے بارے میں سید محمد نصیر آبادی کے لئے جو لکھا گیا وصول ہوا۔ حکم کی تعمیل کر دی ہے۔ پیروں کا جامہ سید مذکور کو بھیج دیا گیا ہے۔ ان شاء اللہ نظر مبارک سے گزرے گا اپنے بھائی کی خدمت میں عرض ہے کہ پیروں کی سنت پر خرقہ پہنچانے کا عمل جاری رہے گا۔ اس میں ہزاروں بلند درجات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شمار ہوں گے۔ پیروں کا چشمہ بھی جاری رکھا جانا چاہیے اور ان کی سنت کو سنت حق سمجھی جانی چاہیے۔ جس قدر ممکن ہو کام کیا جانا چاہیے۔ ہم بعد میں آنے والوں کے لئے اسلام لانے کے بعد انہیں پیروں کی پناہ حاصل ہے۔ ورنہ معلوم ہے کہ ہمارے کالے کام اور بری عادتوں اور برے عملوں کے سوا کوئی دھندا نہیں۔ چہ جائے کہ مقتدا اور رہنمائی کے لائق ہوں۔ یا سامنے آؤں۔ پیروں کے فرمان کو جاری کرنے کے سوا کچھ کام نہیں ہے۔

ہر چہ او کرد کردہ حق داں

ہر چہ او گفت گفتہ، حق داں

جو کچھ اس نے کیا حق کا کیا جانو۔اور جو کچھ اس نے کہا حق کا کلام سمجھو۔

حق تعالیٰ کا ہزار ہا بار شکر ادا کیا۔اللہ تعالیٰ نے اتنی فرصت دی ہے کہ جس کی حد نہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذلک۔

اگر سلوک کا ایک نسخہ اس فقیر کے کلام سے ان کو میسر آئے اور مطالعہ کریں اور اس فقیر کے مشرب و مسلک پر کاربند ہوں۔اور ذوق شراب عشق میں کچھ مل جائے۔یہ طریقہ عارفوں اور حق تعالیٰ کے موحدوں کا ہوگا۔جو بہتر ہوگا۔

اس فقیر دور افتادہ (بیکس) کو ایمان کی دعا، ہیجانہ کا ذوق کی دعا میں یاد رکھیں۔عاقبت محمود ہو نبی اکرم آپ کی آل اصحاب کے طفیل۔(مکتوبات قدوسی،ص ۲۲۱)

حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کے مکتوبات کے علاوہ بے شمار تصنیفات معرفت کی حقیقت میں موجود ہیں۔ان میں سے ایک کتاب بنام "انوار العیون و اسرار المکنون" ہے جو سات فنون پر مشتمل ہے۔پہلا فن ذکر فضائل و مناقب اور خوارق عادات شیخ العالم مخدوم شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ لکھے ہیں۔یہ کتاب جبل المتین یعنی مضبوط رسی بزرگی و عظمت اس برگزیدہ کونین کی ہے۔کہ مصنفین نے حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کے آثار و اخبار و صفات کو اسی کتاب کے حوالے سے تحریر کئے ہیں۔اگر چہ پچاس ساٹھ برس حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد لکھی گئی ہے۔حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کی سچی گفتگو پر اعتماد کر کے اپنے صحائف میں درج کئے ہیں۔اس کتاب کے دوسرے چھ فنون مثل گوہر روشن چراغ نایاب ہیں اور جیسے عنقا جس کی خبر کا نام و نشاں نہیں۔مگر عقل اس کو جانتی ہے اس فن میں بہت سے دقیق مسئلے، معرفت و حقیقت کے نکات اور اپنے ادب وجد کے حالات اپنی قلم سے لکھے ہیں۔

جب منکروں کی طرف سے اس خاندان کی شان وشوکت وجلال میں مداخلت نہیں تو جاہ وجلال کے ساتھ شخصیت اور عُلو شان کا بیان ہوا۔ حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کے کشف و کرامات، ریاضتیں اور مجاہدے آفتاب نصف النہار کی طرح روشن اور ظاہر تھے۔ فقیر کو کیا طاقت کہ ان کو بیان کرے۔

وفات

حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ کی وفات ۲۳ر جمادی الثانی سنہ ۹۴۴ھ ہے، آپ کا مزار مبارک گنگوہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

باب نہم

حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے مزارِ مقدس کی تعمیر، اولاد امجاد کا ذکر

مزار شریف حضرت خواجہ صفی الدین حنفی رحمتہ اللہ علیہ قصبہ ردولی میں جانب شمال انبہ (آم) کے باغ میں بالائے حوض یک گزہ واقع ہے۔ مدت دراز تک مزار شریف اینٹوں کے ڈھیر کی صورت میں تھی۔ عوام وخواص اُسی اینٹوں کے ڈھیر کو مزار مقدس جانتے تھے۔ کچی مٹی کی دیوار مزار کے اردگرد بصورت کوٹ موجود تھی۔ کافی زمانہ دیوار اسی حالت میں رہی۔ آپ کی اولاد اکثر صاحب دولت تھی مگر اس سعادت سے محروم رہی۔ تعمیر مزار اور دیوار پر توجہ کسی نے نہ دی۔ چونکہ ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ وقت مقرر ہے۔ یہ عظیم دولت اور بلند مرتبہ سعادت جامع اوصاف کے حصہ میں آئی۔ سنہ ۱۲۳۹ھ کو میرے دل میں الہام ہوا کہ ایک نورانی شخص خانقاہ مبارک کے دروازے پر کھڑا ہے۔ اس فقیر کو فرماتا ہے اگرچہ میں دور ہوں اور تم قریب ہو۔ مزار مقدس کی تعمیر کیوں نہیں کرتے۔

میں فوراً نیند سے بیدار ہوا۔ اور یقین کرلیا کہ یہ بزرگ خوشخبری دینے والے حضرت قطب العالم عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ صبح کو میں نے مزار شریف کی تعمیر اور احاطے کو پختہ کرنے کا سامان مہیا کیا۔ مزار شریف پر پڑا اینٹوں کا ڈھیر ہٹایا۔ مگر لحد مبارک کا نشان نہ پایا۔ حیرانی وفکر کے عالم میں لحد کے تعویذ (نشان) کی تلاش میں درگاہ

کے صحن کو الٹ پلٹ دیا۔ اینٹوں کے ڈھیر سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر جانب مشرق قبر مبارک پائی۔اس کے پاؤں کی جانب چھوٹا پختہ حوض موجود پایا۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ کہ گوہر مقصود ہاتھ آیا۔ کچھ عرصہ بعد مزار شریف کے احاطہ کی دیوار پختہ ہوگئی۔اس عظیم کام سے فراغت ہوگئی۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک

اس کے بعد ۱۲۹۳ھ سنہ میں محمد یحییٰ، علی حسن و عبدالصمد فرزند مصنف علیہ الرحمہ اور میرے چچازاد حافظ فضل الرحمٰن اور حضرت عزیز اللہ کی ایک یادو اولاد سے جو حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے پوتے ہیں متفق ہوئے کہ پختہ، خوشنما گنبد تیار کیا جائے۔حضرت شیخ صفی علیہ الرحمہ کا خرقہ مولوی نجف علی مرحوم کے گھر میں موجود ہے۔جو اس کاتب الحروف کے بڑے بھائی اور اولاد اکبر ہیں۔

اس وقت برخوردار مولوی کرم الرحمٰن (اللہ ان کی عمر اور فضل میں برکت دے)۔ نیک ہیں حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین اور اس آستانہ عالیہ کے خرقہ کے مالک ہیں۔پس اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر ہے کہ گنہگار تباہ کار اور سیاہ روزگار کو مسلمان اور شریعت حضرت خاتم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلعت خُلق سے سرفراز کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت سے بنایا۔اور حضرت شیخ صفی الدین حنفی علیہ الرحمہ کی اولاد میں پیدا کیا۔اور ہزار ہا بار اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں کہ اس خاکسار کو بیعت کا شرف تجرید کے شہنشاہ تفرید میں غرق، سالک، وحید زمانہ، شراب عرفاں پینے والے، یقین کے طریقہ کا عابد، برگزیدہ پہچان حضرت شاہ مولوی عبدالرحمٰن لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ چشتیہ بہشتیہ صابریہ میں مشرف فرمایا۔

شکر نعمتہاے تو چند انکہ نعمتہای تو
کے تواند شکر گفتن درخور نعماے تو

تیری نعمتوں کا شکر کس طرح کروں کتنی تیری نعمتیں ہیں۔شکر کرنا کب ممکن ہے تیری

نعمتوں کے لائق۔

مصنف کتاب ابوالحسین کا سلسلۂ بیعت

شجرہ چشتیہ صابریہ اس فقیر ابوالحسین عرف حسین علی وہ مرید ہے مولانا عبدالرحمٰن لکھنوی علیہ الرحمہ کے وہ مولوی نورالہدیٰ علیہ الرحمہ کے مرید ہیں۔ وہ مولوی محمد سلیم علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت محمد یوسف علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت ابراہیم رامپوری علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت ابوسعید گنگوہی علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت نظام الدین بلخی علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت قطب عالم بندگی عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت شیخ محمد علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت شیخ عارف احمد علیہ الرحمہ کے مرید ہیں وہ حضرت شیخ العالم شیخ احمد عبدالحق صاحب توشہ علیہ الرحمہ کے مرید ہیں۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سلسلہ جاملتا ہے۔

اولاد

حضرت شیخ صفی الدین علیہ الرحمہ کی اولاد میں سے ایک مولوی ابوالحسن اس فقیر کے بڑے بھائی تھے۔ اُن کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، ترک دنیا، تجرید، عملیات وکرامات کا ذکر و بیان انوار الرحمن ملفوظ شریف حضرت قطب وقت مولانا حضرت شاہ عبدالرحمٰن صابری چشتی لکھنوی میں درج ہے۔ بعض کا حال اس کتاب میں نقل کرنا مناسب ہے۔ خلفاء میں سے ایک حضرت ابوالحسن ردولوی ہیں۔ پسر شیخ ریاض احمد حضرت مولانا مخدوم صفی الدین ردولوی علیہ الرحمہ کی اولاد سے ہیں۔ ان کے خاندان میں علم ظاہری اور باطنی کی دولت مولوی ابوالحسن تک چلی آئی ہے۔

مولوی صاحب کا تحصیل علم شرح سُلم تک پہنچا تھا کہ ان کی طبیعت عنفوان جوانی میں علم سلوک وفقر کی طرف راغب ہوئی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحمن ہمارے مرشد سے بیعت

ہوئے۔اور مثنوی مولوی معنوی حضرت مولانا کے پاس شروع کی۔بعض دوسرے مشاغل کی وجہ سے چھوڑ دی۔ان پر جذب غالب ہوا تو ردولی چلے آئے اور اسی جگہ اقامت اختیار کرلی۔ صوم وصلوٰۃ کی طرف متوجہ ہوئے۔حضرت پیر و مرشد کی زندگی میں پانچ سال سالک رہے۔ حضرت کے وصال کے وقت ردولی میں حالت جذب میں تھے۔۶/ذوالقعدہ ۱۲۴۵ سنہ ھ بروز جمعہ کو عصر کے وقت حضرت مخدوم شاہ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں خبر ملی کہ آج مولانا جنت کی طرف رحلت کر گئے ہیں۔تیسرے روز لکھنو سے خط آیا کہ حضرت مولانا کو اسی وقت عصر کو جمعہ کے دن دفن کر دیا گیا ہے۔مولوی ابوالحسن کے تصرفات ردولی میں بہت مشہور ہیں۔ کیوں نہ ہوں کہ حضور مولانا بارہا فرمایا کرتے تھے کہ ابوالحسن خرقانی یہی شخص ہے۔وصال کے بعد مولانا پھر سلوک میں نہیں آئے۔اپنی والدہ کی وفات تک ردولی سے باہر نہیں گئے۔والدہ کے انتقال کے بعد ۱۰۶۶ سنہ ھ میں ردولی سے چلے گئے کسی کو پتہ نہ دیا کہ کہاں گئے۔مختصر یہ کہ مولوی صاحب ممدوح کے حکایات ونگارشات کتاب انوار الرحمن میں شرح و بسط سے موجود ہیں۔طول عبارت کے سبب اب اختصار کرتا ہوں۔اگر کسی کو مولوی صاحب کے مفصل حالات پڑھنے کا شوق ہو۔موصوف کی اس کتاب کا مطالعہ کرے۔خلاصہ یہ کہ وہ سیف الزبان تھے۔

پیدا و پنہا بنردش یکیست

ظاہر و پوشیدہ اس کے نزدیک برابر ہے۔

جب کلام میں اختصار مطلوب ہے،تواریخ کے قطعات درگاہ کی بنیاد اور گنبد کا ذکر حضرت صاحب کی بعض اولاد اور ارادت مندوں نے نظم کئے ہیں،درج کر کے سعادت مندی حاصل کی ہے،اس پر اختتام کیا ہے۔بمنہ وکرمہ

حضرت کے مزار احاطہ درگاہ پر قطعہ تاریخ۔مولوی کاظم صاحب صفوی حنفی اولاد حضرت علیہ الرحمہ

چوں حسین علی حکیم کہ او — گشت بانی ایں بنائے نکو
ہاتف گفت سال تاریخش — کز ہمیں بروضہ مبارک جو

گنبد درگاہ پر طبع زاد قطعہ تاریخ ایضاً

قبہ درگاہ جد محترم ثانی آدم صفی محتشم
اکمل و اعلم بدین احمدی در ہویت غرق دریائے قدم
بوحنیف را حلیب و اعتضاد شافعی از علم او گیرد علم
مالک ملک معارفہائے حق دستگیر بیکساں ملکی شیم
شد بنا از مال اولاد نکو نی ز سلطاں نی ز احساں و کرم
بہر تاریخش چو کاظم فکر کرد ہاتف گفتہ گل باغ اِرم

ایضاًنور بخش حنفی

می شمارد ظل حق ایں چتر را آنکہ آگاہیست از راز حنفی
سال ایں چتر ہمایوں ای حسن باز جو از چتردار شہ صفی

قطعہ تاریخ طبع کتاب، از شیخ بندہ علی حنفی الصفوی الردولوی الصابری چشتی، اس کتاب کی طباعت میں مہتمم تھے۔

جناب عارف حق مولوی حسین علی چو کرد حال جناب صفی بدل تحریر
نمود عبدصمد پور نیک اختراو طبع باہل بصیرت شدہ بشیر و نذیر
بجست بندہ علی سال طبعش اسیر دل ندا بداد سروشم کہ بے عدیل و بے نظیر

ایضاً کریم الدین تخلص مظفر نے کہا:

بنائے چو ایں چتر عالی شداز وے رفعت آگیں خاک ایں بوم
سن سال بنایش گفت ہاتف کہ اے مضطر بخوانش چتر مخدوم

بس یہ کتاب ختم ہوئی۔

الحمدللہ اولاً، آخراً، ظاہراً وباطناً والسلام علی رسولہ المجتبیٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ احمد مصطفی صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

تعارف جامعہ چشتیہ ماضی اور حال کے تناظر میں

صوبہ اتر پردیش کا ایک مشہور و معروف ضلع فیض آباد ہے جس کے قصبہ ردولی کو یہ فخر حاصل ہے کہ اس سرزمین میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ صابریہ کی ایک عبقری شخصیت مخدوم الاولیاء حضور شیخ العالم مخدوم احمد عبدالحق علیہ الرحمہ آرام فرما ہیں جو سلسلۂ صابریہ کے مجدد ہیں جن کی مجددیت کو اغیار بھی تسلیم کرتے ہیں۔ خانقاہ ردولی شریف اکابر اولیاء اور اکابر علماء کی عقیدت کا گہوارہ اور مرکز رہی ہے۔ مغلیہ حکومت کے اختتام اور برطانوی سامراج کے استحکام نے جماعت اہلسنت کو ٹولیوں میں تقسیم کر دیا جس سے مسلم معاشرہ میں سنگین مسائل پیدا ہو گئے، پھر ستم بالائے ستم یہ ہوا کہ اس چنگاری نے فروعی مسائل کے ذریعے اہلسنت والجماعت کی بنیاد کو کمزور کر دیا اور مسلک حقہ جو خانقاہوں میں رائج تھا اس پر بھی انگشت نمائی شروع ہوگئی۔ جس سے ردولی شریف کی معروف خانقاہ بھی متاثر ہوگئی اور اہلسنت والجماعت میں تعلیم کا ایک زبردست خسارہ ہوا۔ ان تمام وجوہات کی پیش نظر ہمدرد اہلسنت حضور نیر ملت (سجادہ نشین خانقاہ ردولی شریف) کے دادا حضور شاہ آفاق احمد احمدی علیہ الرحمہ نے دارالعلوم مخدومیہ کی بنیاد رکھی اور بذات خود اس ادارے کی سرپرستی فرماتے رہے یہ اس دور کی بات ہے کہ جب ردولی شریف کے اطراف واکناف میں اہلسنت کا کوئی معتبر ادارہ نہیں تھا۔ پھر آپ کے بعد آپ کے پوتے حضور نیر ملت نے ایک مدت تک سرپرستی فرمائی اور محنت شاقہ سے ادارے کو پروان چڑھایا اور علوم دینیہ اور احیاء سنیت نیز تحفظ شریعت کے لئے سعی خاص فرماتے رہے مگر کلی طور پر مسلک حقہ کی نشر و اشاعت ہونے میں چند شدت پسند علماء کی ذات مانع

رہی۔ پھر آپ اس ادارے سے دستبردا ہو گئے۔ چونکہ اسلامی بیداری کی لہر نے اس بات کا شدید احساس پیدا کر دیا تھا کہ تحریکی ضروریات کی بنیاد پر ایک جامع، مناسب، متحرک اور مؤثر نظام تعلیم و تربیت ترتیب دیا جائے جو اپنی خصوصیات کے اعتبار سے ایک طرف اگر طلبہ میں علوم دینیہ کی ماہرانہ صلاحیت پیدا کرے تو دوسری طرف ضروری عصری علوم سے بھی انہیں بہرور کرے چنانچہ اسی احساس کے تحت ۱۹۹۹ء میں خانقاہ شیخ العالم میں جامعہ چشتیہ کی بنیاد رکھی اور اپنی خاص توجہ سے یہاں ایک جامع اور مربوط نصاب تعلیم نافذ العمل کر دیا جس میں اسلامیات اور عربی زبان و ادب کے ساتھ بعض اہم عصری مضامین کو ایک خاص توازن کے ساتھ شامل کر دیا گیا۔ نیز شریعت مطہرہ کی تدریس کے لئے تقابلی انداز اختیار کیا گیا کہ مسلکی تعصب کا خاتمہ ہو اور طلبہ اسلامی روح اور اس کی اسپرٹ کو سمجھ سکیں اور رفتہ رفتہ حضور نیر ملت کی سعی پیہم اور جہد مسلسل سے یہ ادارہ ایک جامعہ کی شکل اختیار کر گیا اور تقریباً پندرہ سو طلبہ و طالبات زیور تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو رہے ہیں جن میں دو سو سے زائد بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کا انتظام و انصراف خود ادارہ کے ذمہ میں ہے۔

چنانچہ ادارہ بحیثیت جامعہ نہایت ہی منظم تعلیم کے ساتھ اپنی ترقی کی راہوں پر گامزن ہے۔ اسلامیات سے متعلق شعبۂ حفظ قرآن بہ رعایت تجوید و حدر، شعبۂ قرأت بہ روایت حضرت امام حفص رحمۃ اللہ علیہ، درس نظامی از اعدادیہ تا فضیلت، مدارس اسلامیہ کا انتخاب شدہ عالم کا کورس، شعبۂ تصنیف و تالیف، اسلامی معلومات عامہ اور طلبہ کی معلومات عامہ کے لئے مرکزی نظامی (دارالمطالعہ) لائبریری کا قیام نیز عوام و خواص کو مسائل شرعیہ سے آشنا کرانے کے لئے ۲۰۰۹ء میں دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا۔

ردولی اور اطراف ردولی میں تعلیمی بیداری پیدا کرنے کے لئے شعبۂ پرائمری اول تا پنجم مضامین اردو، ہندی، انگریزی، دینیات، اسلامی سائنس اور جغرافیہ وغیرہ۔ یونہی چشتیہ ہائر

سکنڈری اسکول گورمنٹ کے منظور شدہ کورس کے ساتھ اسلامی تواریخ بھی داخل ہیں جامعہ پرائمری وہائر سکنڈری اسکول میں تدریسی وغیر تدریسی ملازمین کی تعداد اڑتیس (۳۸) ہے۔

جامعہ چشتیہ کا اگلا منصوبہ چشتیہ گرلس کالج کا قیام ہے معاشرے میں بگڑتے ہوئے ماحول اور تعلیمی فقدان کو مدنظر رکھتے ہوئے قوم کی بچیوں کو علوم دینیہ وعصریہ سے مزین کرنے کی فکر نیر ملت کے دامن گیر ہوئی۔ اور اسی فکر کی تعمیل کے لئے محلہ پورے میاں میں ایک وسیع آراضی جو ۶ بیگھے پر مشتمل ہے، کی بنیاد ۲۰۱۰ء میں آپ کے دست اقدس سے رکھ دی گئی ہے اور اس کا تعمیری کام جاری ہے جس کی لاگت تخمیناً تین کروڑ روپئے ہیں۔

یہ سارا کچھ مخدوم الملت والدین کا فیض اور حضور نیر ملت کی کدوکاوش کا ثمرہ ہے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رب قدیر ادارے کو حاسدین کی حسد سے محفوظ و مامون رکھے اور حضور نیر میاں صاحب قبلہ کو عمر خضر عطا فرمائے اور ان کا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین

بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

ترسیل زر و خط و کتابت کا پتہ

شاہ عمار احمد احمدی عرف نیر میاں

ناظم اعلیٰ جامعہ چشتیہ خانقاہ حضرت شیخ العالم علیہ الرحمہ پوسٹ ردولی شریف،

ضلع فیض آباد، یوپی (انڈیا) پن کوڈ 224120

ملک بھر میں کہیں سے بھی بینک آف بڑودہ کی کسی بھی شاخ سے رقم مدرسہ کے حسب ذیل اکاؤنٹ میں کور بینکنگ کے ذریعہ سیدھے منتقل کی جاسکتی ہے:

1. A/C FOR CHISHTIA SCHOOL

CHISHTIA SCHOOL A/C NO - 27550100015088
IFSC CODE - BARB0RUDUAL
MICR CODE - 225012502, BANK OF BARODA,
RUDUALI BRANCH

2. A/C FOR ZAKAT FUND

MADARSA JAMIA CHISHTIA
A/C NO - 27550100003050
IFSC CODE - BARB0RUDUAL
MICR CODE - 225012502, BANK OF BARODA,
RUDUALI BRANCH

3. A/C FOR GENERAL FUND

CHISHTIA EDUCATIONAL SOCIETY
A/C NO - 27550100000819
IFSC CODE - BARB0RUDUAL
MICR CODE - 225012502, BANK OF BARODA,
RUDUALI BRANCH